173

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 20۔ مئی 2014

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات جیل خانہ جات اور اطلاعات و ثقافت)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

(مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں)

1۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر: اس ایوان کی رائے ہے کہ معاشرے میں جعلی پیروں، عاملوں اور جادوگروں کا کاروبار اور ہتھکنڈے اپنے عروج پر ہیں جو معاشرے کے لئے ناسور بن چکے ہیں۔ یہ ایوان مطالبہ کرتا ہے کہ ان ناجائز ہتھکنڈوں کے خلاف جامع انداز میں قانون سازی کی جائے تاکہ اس مکروہ دھندے کا سدباب ہو سکے اور عوام اس ناسور سے نجات پا سکیں۔

2۔ محترمہ سعدیہ سہیل رانا: اس ایوان کی رائے ہے کہ زراعت اور لائیو سٹاک کو نصاب تعلیم کا حصہ بنایا جائے اور اس حوالے سے ورکشاپس کا باقاعدگی سے انعقاد کیا جائے۔

3۔ میاں محمود الرشید: یہ ایوان ممتاز صحافی حامد میر پر ہونے والے قاتلانہ حملے پر تشویش کا اظہار کرتا ہے اور اس کی پُر زور مذمت کرتے ہوئے مطالبہ کرتا ہے کہ ملزمان کی فوری گرفتاری عمل میں لائی جائے اور صحافی برادری کے جان و مال کی حفاظت کو یقینی بنانے کے لئے خصوصی اقدامات کئے جائیں۔

4۔ محترمہ شمیلہ اسلم: یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ شہریوں کو اُن کے قومی شناختی کارڈ کے اجراء، تجدید یا کسی بھی مرحلہ پر کوئی بھی فیس وصول نہ کی جائے۔

5۔ چودھری عامر سلطان چیمہ: اس ایوان کی رائے ہے کہ تمام سرکاری ملازمین کی تنخواہوں کے نئے پے سکیل بنائے جائیں اور ایڈہاک اضافہ اس میں ضم کیا جائے۔

175

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولہویں اسمبلی کا آٹھواں اجلاس

منگل، 20- مئی 2014

(یوم الثلاثہ، 20- رجب المرجب 1435ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 8 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار شیر علی گورچانی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ
حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ
وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٦١﴾ اَلَّذِيْنَ
يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا
مَنًّا وَّلَآ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ
وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٢٦٢﴾ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ
صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ؕ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ﴿٢٦٣﴾

سورۃ البَقَرَۃ آیات261 تا 263

جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان (کے مال) کی مثال اس دانے کی سی ہے جس سے سات (7) بالیں اگیں اور ہر ایک بال میں سو سو دانے ہوں اور اللہ جس (کے مال) کو چاہتا ہے زیادہ کرتا ہے۔ وہ بڑی کشائش والا (اور) سب کچھ جاننے والا ہے (261) جو لوگ اپنا مال اللہ کے رستے میں صرف کرتے ہیں پھر اس کے بعد نہ اس خرچ کا (کسی پر) احسان رکھتے ہیں اور نہ (کسی کو) تکلیف دیتے ہیں ان کا صلہ ان کے پروردگار کے پاس (تیار) ہے اور (قیامت کے روز) نہ ان کو کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے (262) جس خیرات دینے کے بعد (لینے والے کو) ایذا دی جائے اس سے تو نرم بات کہہ دینی اور (اس کی بے ادبی سے) درگزر کرنا بہتر ہے اور اللہ بے پروا اور بردبار ہے (263)

وما علینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

کیسا وہ سماں ہوگا کیسی وہ گھڑی ہو گی
جب پہلی نظر اُن کے روضے پہ پڑی ہو گی
کیا سامنے جا کے ہم حال اپنا سنائیں گے
سرکار کا در ہوگا اشکوں کی جھڑی ہوگی
ہو جائے جو وابستہ سرکار کے دامن سے
ہر چیز زمانے کی قدموں میں پڑی ہو گی
چارہ نہ کوئی کرنا اِک نعت سنا دینا
ناچیز ظہوری کی جب سانس اڑی ہو گی

سوالات

(محکمہ جات جیل خانہ جات اور اطلاعات وثقافت)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈا پر محکمہ جات جیل خانہ جات اور اطلاعات وثقافت سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! 27۔ فروری 2014 کو سوالات نمبری 2445, 2318 اور 3001 کے جوابات موصول نہ ہونے کی وجہ سے زیر التواء رکھے گئے تھے۔ جوابات نہ دینے کے متعلق انکوائری کر کے آپ نے ایوان کو بتانا تھا۔ آپ بتائیں کہ اس پر آپ نے کیا action لیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! انکوائری کر کے رپورٹ submit کروادی تھی۔ اس میں جو لوگ ذمہ دار تھے ان کے خلاف کارروائی ہوئی تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: ان کے خلاف کارروائی ہوئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جی، بالکل ہوئی ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! اگر سوال کا نمبر بھی بتادیا جاتا تو بہتر ہوتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! سوال کا نمبر تو میں نے پہلے ہی بتایا ہے کہ 2445, 2318 اور 3001 پارلیمانی سیکرٹری صاحب! کیا ان سوالوں کے جواب آج آئے ہوئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جی، جناب سپیکر! جوابات آئے ہوئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: پہلا سوال محترمہ شمیلہ اسلم صاحبہ کا ہے۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 742 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع وہاڑی: سال 13-2012 میں بجٹ کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*742: **محترمہ شمیلہ اسلم:** کیا وزیر اطلاعات وثقافت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع وہاڑی محکمہ اطلاعات کو13۔2012 میں کتنا بجٹ فراہم کیا گیا، کتنی رقم ٹی اے / ڈی اے اور سرکاری گاڑیوں کی مرمت وتیل پٹرول کی مد پر خرچ ہوئی؟

(ب) محکمہ کے پاس اس وقت کتنی گاڑیاں وہاڑی میں موجود ہیں، کون کون سی ہیں اور یہ کن افسروں کو دی گئی ہیں، ان کے سال13-2012 کے اخراجات کی مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد):

(الف) ضلعی دفتر اطلاعات وہاڑی کو تنخواہوں کی مد میں مبلغ۔/2429898 اور متفرق اخراجات کی مد میں مبلغ۔/469800 حکومت پنجاب کی طرف سے منظور شدہ سالانہ بجٹ برائے مالی سال13۔2012 فراہم کئے گئے۔مذکورہ بالا دفتر میں ٹی اے / ڈی اے اور سرکاری گاڑی کی مرمت اور تیل وپٹرول کی مد میں برائے مالی سال 13-2012 میں اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:

الف) ٹی اے / ڈی اے۔/23565 روپے

ب) سرکاری گاڑی مرمت وغیرہ۔/39998 روپے

ج) تیل وپٹرول۔/107991 روپے

(ب) ضلعی دفتر اطلاعات وہاڑی میں ایک گاڑی ٹیوٹا ہائی ایس نمبر LHN-6325 موجود ہے جو کہ وہاں متعین ڈپٹی ڈائریکٹر پبلک ریلیشنز کے زیر استعمال ہے۔

مالی سال13۔2012 کے دوران مذکورہ سرکاری گاڑی کی مرمت اور تیل وپٹرول پر مجموعی طور پر مبلغ۔/147989 روپے خرچ ہوئے۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! اس سوال کے جز(ب) میں بتایا گیا ہے کہ "ضلعی دفتر اطلاعات وہاڑی میں ایک گاڑی ٹیوٹا ہائی ایس نمبر LHN-6325 موجود ہے جو کہ وہاں متعین ڈپٹی ڈائریکٹر پبلک ریلیشنز کے زیر استعمال ہے" جبکہ صورتحال یہ ہے کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ محکمہ کا بجٹ بہت محدود ہے اور میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ کیا حکومت اسے بڑھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟ دوسری بات یہ ہے کہ جس گاڑی کا ذکر کیا گیا ہے وہ بہت بڑی ہے، عموماً خراب اور بند رہتی ہے جبکہ پٹرول زیادہ کھانے کی وجہ سے محکمہ اسے استعمال نہیں کرتا۔ میں صرف یہ پوچھنا چاہتی ہوں کیا بچت پالیسی کے تحت حکومت محکمہ کو چھوٹی گاڑی دینے کا ارادہ رکھتی ہے اور کب تک؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات و ثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! معزز ممبر نے بالکل درست بات کی ہے کہ ہمارے دفتر کے پاس گاڑی ٹیوٹا ہائی ایس بالکل پرانی ہے لیکن as such چونکہ نئی گاڑیاں نہیں خریدی جا رہیں اور ہم اسے مرمت بھی کرواتے ہیں اور اس کا پٹرول بھی دیتے ہیں تو انشاء اللہ ان کی تجویز کو مد نظر رکھا جائے گا کہ ہم حکومت سے further demand کریں گے تاکہ پرانی گاڑیوں کو replace کیا جا سکے۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! بس میرا یہی ضمنی سوال ہے کہ کیا اس کی replacement کا حکومت ارادہ رکھتی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، انہوں نے کہہ دیا ہے کہ وہ اس کے لئے کچھ کر رہے ہیں۔ اگلا سوال محترمہ حنا پرویز بٹ صاحبہ کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ راحیلہ انور صاحبہ کا ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 1356 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: عجائب گھر میں لگی پینٹنگ کی تفصیلات

*1356: محترمہ راحیلہ انور: کیا وزیر اطلاعات و ثقافت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور عجائب گھر کی چھت سے صادقین کی دیمک زدہ میورل پینٹنگ کو برائے مرمت اتار کر ایک گیلری میں بند کر دیا گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت پنجاب نے ڈیڑھ کروڑ روپے مذکورہ پینٹنگ کی مرمت کے لئے مختص کئے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ عرصہ دراز کے بعد بھی مرمت کا کام ابھی تک شروع نہیں ہو سکا، اس کی وجہ بیان فرمائیں؟

(د) حکومت مذکورہ پینٹنگ کی مرمت کے حوالے سے پروگرام کی مکمل تفصیل ایوان میں پیش کرے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد):

(الف) درست ہے کہ مذکورہ پینٹنگ بسلسلہ مرمت اُتاری گئی تھی۔

(ب) درست ہے کہ حکومت پنجاب نے مبلغ 15 ملین روپے مختص کئے تھے۔

(ج) جواب نہ میں ہے کہ مرمت کا کام شروع کیا جا چکا ہے۔

(د) صادقین میورل پینٹنگ کی بحالی ایک تکنیکی اور دیرپا کام ہے جس کے لئے لاہور میوزیم نے حکام بالا کی منظوری سے انڈین ایکسپرٹ دو دفعہ بلائے تھے۔ اس سلسلے میں لاہور میوزیم نے ایک (سکیل۔17) آفیسر اور ایک لوکل ٹیکنیکل ایکسپرٹ کو intach انڈیا سے تین ماہ ٹریننگ کروائی۔ مزید برآں ٹیکنیکل ایکسپرٹ کو مذکورہ بالا پینٹنگ کی بحالی کے لئے ابتدائی تین سالہ کنٹریکٹ پر تعینات کیا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (الف) میں جواب دیا گیا ہے کہ درست ہے کہ مذکورہ پینٹنگ بسلسلہ مرمت اُتاری گئی تھی اور (ب) درست ہے کہ حکومت پنجاب نے مبلغ 15 ملین روپے مختص کئے تھے۔ میرا سوال یہ ہے کہ یہ پینٹنگ کب اتاری گئی اور اس سلسلے میں پیسے کب مختص کئے گئے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! یہ 15 ملین روپے میوزیم کی اپ گریڈیشن کے لئے رکھے گئے ہیں، کام شروع ہو چکا ہے اور اس حوالے سے باقاعدہ process کو adopt کیا گیا ہے۔ انشاء اللہ یہ اسی مالی سال میں مکمل کر دیا جائے گا۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! ایک تو انہوں نے مجھے accurate جواب نہیں دیا جو میں نے ان سے مانگا ہے پھر جز (ج) میں کہا ہے کہ جواب نہ میں ہے کہ مرمت کا کام شروع کیا جا چکا ہے۔" اب یہ کہہ رہے ہیں کہ کام شروع ہو چکا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ جب انہوں نے انفارمیشن demand کی تھی تو اس وقت کام شروع نہیں تھا اور اب چونکہ کام شروع

ہو چکا ہے اور اس کے لئے جو documentation کرنی تھی وہ ہم نے کی ہے اور یکم فروری 2014 کو اخبار میں اشتہار بھی دیا گیا ہے جو کہ اخبار میں شائع بھی ہوا۔ اس کی bidding کے بعد حافظ ٹریڈنگ کارپوریشن کو سپلائی آرڈر دے دیا گیا ہے۔ اگر اس حوالے سے مزید کوئی تفصیلات چاہئیں تو وہ بھی انشاء اللہ دے دی جائیں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! 12۔ ستمبر کو جواب بھجوایا گیا تھا تو اس وقت کام شروع نہیں ہوا تھا اور انہوں نے کہا ہے کہ جولائی میں کام شروع کر دیا گیا ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! جز (د) میں انہوں نے صادقین میورل پینٹنگ کی بحالی ایک تکنیکی اور دیر پا کام ہے جس کے لئے لاہور میوزیم نے حکام بالا کی منظوری سے انڈین ایکسپرٹ دو دفعہ بلائے تھے۔ اس سلسلے میں لاہور میوزیم نے ایک (سکیل 17) آفیسر اور ایک لوکل ٹیکنیکل ایکسپرٹ کو انڈیا سے تین ماہ ٹریننگ کروائی۔ مزید برآں ٹیکنیکل ایکسپرٹ کو مذکورہ بالا پینٹنگ کی بحالی کے لئے ابتدائی تین سالہ کنٹریکٹ پر تعینات کیا گیا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ ہمارے آرٹسٹ باہر جا کر لیکچر دیتے ہیں، ہمارے ٹیلنٹ کو all over the world سراہا جاتا ہے اور تسلیم کیا جاتا ہے لیکن ہم اس سلسلے میں انڈیا سے جا کر مدد لے رہے ہیں جبکہ ہمارے اپنے پاکستان میں یہ ٹیلنٹ موجود ہے تو کیا ہمارے لئے یہ فخر کا مقام ہے کہ ہم اس انڈیا سے جا کر ہر اس مرحلے پر مدد مانگیں جو کہ ہمیں ختم کرنے کے درپے ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میرا سوال یہی ہے کہ انڈیا میں کیوں بھیجا گیا؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! یہ ٹیکنیکل ٹریننگ تھی جس کے لئے گریڈ 17 کے آفیسر کو ہم نے کورس کے لئے وہاں بھیجا اور as such اس پر condition نہیں ہے کہ ہم کسی بھی جگہ پر جا کر ٹریننگ نہیں لے سکتے کیونکہ ہمارے میوزیم میں as such انہی چیزوں سے related ہے جو انڈیا میں پائی جاتی ہیں اس لئے as a special انہیں بھیجنا پڑا اور اس میں ایسا کوئی مسئلہ نہیں تھا۔ چونکہ جو آرٹسٹ مصوری ادھر کی ہے وہی ادھر تھی جس کی وجہ سے وہ تھوڑا سا related تھا اور اسی وجہ سے وہاں بھیجا گیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! یہ چوتھا اور آخری ضمنی سوال ہو گا۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! انہوں نے تو اپنی مجبوری بتا دی حالانکہ یہ مجبوری نہیں ہے۔ ایک تو ہمارے وزیر موصوف بھی نہیں ہیں kindly اگر حکومت اسے بھی serious لے کیونکہ یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے کہ ہماری ثقافت کو چھوڑ دیا جائے اور میرا خیال ہے کہ ہماری ثقافت ہی ہماری پہچان ہے۔ اس سے تو بہتر ہے کہ ایک پارلیمانی کمیشن بنا دیا جائے جو ہفتے کے ہفتے آکر سپیکر صاحب کو رپورٹ کرے۔ ابھی یہ اپنی مجبوری بتا رہے تھے کہ ہم نے انڈیا بھجوایا۔ ہمارا ہر کام جب ختم ہوتا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ ہم نے انڈیا بھیجا تو میرا سوال حکومت سے ہے کہ صرف انڈیا کیوں، انڈیا کے علاوہ بھی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! اس کا جواب تو انہوں نے دے دیا ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! انڈیا کے علاوہ بھی تو دنیا بھری پڑی ہے۔ انڈیا جو کہ ہماری جان کے درپے ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال محترمہ حنا پرویز بٹ صاحبہ کا ہے۔۔۔

ملک محمد علی کھوکھر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، نہیں۔

ملک محمد علی کھوکھر: جناب سپیکر! اسمبلی میں نصب تصاویر کی بھی حالت کافی خستہ ہو چکی ہے اس کے لئے بھی کچھ کروایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اس پر سوال دے دیں۔ محترمہ حنا پرویز بٹ صاحبہ!

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! On her behalf سوال نمبر 861 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے محترمہ حنا پرویز بٹ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب کی جیلوں میں خواتین قیدیوں کی تعلیم کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

*861: محترمہ حنا پرویز بٹ: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب کی مختلف جیلوں میں خواتین قیدیوں کی تعلیم و تربیت کے لئے کیا انتظامات کئے گئے ہیں؟

(ب) کیا خواتین قیدیوں کو پیشہ وارانہ تعلیم کے مواقع فراہم کرنے کی ضرورت ہے، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری):

(الف) پنجاب کی جیلوں میں خواتین اسیران کی اخلاقی و دینی تعلیم و تربیت کے لئے جمیعت تعلیم القرآن ٹرسٹ کی طرف سے مقرر کردہ خاتون مذہبی استاد، خواتین اسیران کو دینی تعلیم سے آراستہ کر رہی ہیں۔ اس کے علاوہ پنجاب لٹریسی پروگرام کے تحت خواتین اسیران کی اکیڈمک تعلیم کا بندوبست موجود ہے جبکہ محکمہ سوشل ویلفیئر کے تعاون سے ان کو مختلف فنون کی تربیت بھی دی جاتی ہے۔

(ب) پنجاب کی جیلوں میں خواتین قیدیان کو پیشہ وارانہ تعلیم کے مواقع فراہم کئے جاتے ہیں جس میں سلائی، کڑہائی وغیرہ کے پروگرام محکمہ سوشل ویلفیئر کے تعاون سے شروع کئے گئے ہیں تاکہ خواتین اسیران ان چیزوں کو سیکھ کر رہا ہونے کے بعد ایک باعزت روزگار حاصل کر سکیں اور معاشرے پر بوجھ نہ بنیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! محترم منسٹر صاحب یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ جز (الف) کے جواب میں فرمایا ہے کہ محکمہ سوشل ویلفیئر کے تعاون سے انہیں مختلف فنون کی تربیت بھی دی جاتی ہے تو وہ کون کون سے فنون ہیں جن کی تربیت دی جاتی ہے اور کن کن جیلوں میں دی جا رہی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! خواتین جیلوں میں انہیں تربیت اور ہنر سکھائے جاتے ہیں تاکہ انہیں باہر جا کر باعزت روزگار مل سکے اور ان کی ذہنی تربیت بھی ہو سکے۔ اس وقت محکمہ سوشل ویلفیئر کے تحت عورتوں کو سلائی کڑھائی اور بیوٹیشن وغیرہ کی ٹریننگ دی جاتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ کا ہے۔۔۔ وہ بھی موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے جن کی طرف سے

آئی ہے لہذا یہ سوال pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ کا ہے۔۔۔request
موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال باؤ اختر علی صاحب کا ہے۔

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! پہلے تو میں یہ گزارش کروں گا کہ سارے ایوان کا پہلے بھی یہ مطالبہ ہو چکا ہے کہ سوالات کے جوابات ممبران کو زیادہ نہیں تو کم از کم کچھ دیر پہلے ہی دے دیئے جائیں۔ جب ہم ایوان میں آتے ہیں تو ہمارے ہاتھ میں سوالوں کے جواب تھما دیئے جاتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترم! اپنے سوال کا نمبر بول دیں۔

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 3001 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں سٹیج ڈراموں میں فحش ڈانس و دیگر تفصیلات

*3001: **باؤ اختر علی:** کیا وزیر اطلاعات وثقافت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا تھیٹروں میں پیش کئے جانے والے ڈراموں کا سکرپٹ کسی ادارے سے منظور کروایا جاتا ہے اگر ہاں تو کس سے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ لاہور اور پنجاب کے دیگر شہروں میں ڈراموں میں فحش ڈانس کروایا جاتا ہے اور ذومعنی جملے بولے جاتے ہیں؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے اس بارے میں اب تک کیا کارروائی کی ہے اور مزید کیا کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد):

(الف) پنجاب آرٹس کونسل نے ایک ڈرامہ سکرپٹ سکروٹنی کمیٹی تشکیل دی ہوئی ہے جو کہ تمام ڈراموں کے سکرپٹ کی سکروٹنی کرتی ہے۔ اس میں کافی نامور نقاد موجود ہیں جو کہ یہ فریضہ انجام دیتے ہیں۔ ان ممبران کے پاس ڈرامہ سکرپٹ برائے خواندگی بھجوائے جاتے ہیں جس پر وہ اپنی تحریری رپورٹ بھجواتے ہیں۔ ان کی رائے کے مطابق ڈرامہ سٹیج کرنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ ممبران کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) لاہور اور پنجاب کے دیگر شہروں میں ڈرامہ کی اجازت باقاعدہ حکومت پنجاب کی منظور شدہ کمیٹی سینسر ریہرسل دیکھنے کے بعد ڈرامے کو سٹیج کرنے کی اجازت دیتی ہے سینسر

ریہرسل کے دوران اگر ڈرامہ میں کوئی نازیبا / فحش اور ذومعنی جملے محسوس ہوں تو ان کو ختم کر دیا جاتا ہے اور اس کی اجازت نہیں دی جاتی۔

(ج) دوران ڈرامہ اگر کوئی فحش ڈانس اور ذومعنی جملہ حکومت کی مقرر کردہ مانیٹرنگ / ویجیلنس کمیٹی جو متعلقہ ڈی سی او کے زیر نگرانی کام کرتی ہے کے علم میں آئے تو وہ اس کی رپورٹ متعلقہ ڈی سی او کو کرتے ہیں۔ متعلقہ ڈی سی او حکومت پنجاب کے جاری کردہ طریق کار کے مطابق متعلقہ ڈی سی او ہوم ڈیپارٹمنٹ حکومت پنجاب کو اس فنکار اور تھیٹر کے خلاف مناسب کارروائی کے لئے درخواست بھیجتا ہے اور ہوم ڈیپارٹمنٹ بحیثیت محکمہ مجاز اس پر مزید کارروائی کرتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (الف) میں جواب دیا گیا ہے کہ لاہور آرٹ کونسل میں بورڈ آف گورنرز ہے اور سکروٹنی کے بغیر کوئی بھی سکرپٹ پاس ہوتا ہے اور نہ ہی سٹیج پر کوئی ذومعنی مکالمے بولے جاتے ہیں جبکہ صورتحال اس کے برعکس ہے۔ میں نے سارے پنجاب کی بات کی ہے اور جواب بھی وزیر موصوف سے سارے پنجاب کا مانگا ہے تو آیا صرف لاہور میں ہی عملدرآمد کیا جاتا ہے اور سارے پنجاب کو openچھوڑ دیا گیا ہے کہ وہ سٹیج پر ذومعنی الفاظ بھی استعمال کرے اور سکرپٹ بھی اپنی مرضی کا وہاں پر چلے، میرا سوال ہے کہ پنجاب کے بارے میں یہ لاہور آرٹس کونسل نے جز (الف) میں کہا ہے کہ لاہور آرٹس کونسل میں ایسا کوئی سکرپٹ، ایسا کوئی ذومعنی فقرہ اور ایسا کوئی لباس نہیں پہنا جاتا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے شہروں میں یہ کام ہوتا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! بالکل جو بات انہوں نے کی ہے اس کے جو parametersہیں لاہور آرٹس کونسل کے لئے علیحدہ کمیٹی ہے اور پنجاب آرٹس کونسل کو Home Departmentدیکھتا ہے اور وہاں پر ہماری Vigilance Committeeہے جو DCOکے underہوتی ہے، DCO ہماری آرٹس کونسل کا ممبر ہوتا ہے اور پھر وہاں سے جو سینئر ترین آدمی ممبر ہوتا ہے جبکہ District Peace Committeeمیں سے ایک ممبر لے لیتے ہیں جو اس کو دیکھتے ہیں یہ تین ممبر اس کی ریہرسل کرتے ہیں اور اُس کی اجازت نہیں دی جاتی لیکن جب سٹیج ڈرامہ ہو رہا ہوتا ہے اس وقت اگر کوئی complaintآتی ہے تو DCOکی Vigilance

Committee اُس کو چیک کرتی ہے اور جو ممبران اُس کی violation کر رہے ہوتے ہیں اُن کے خلاف وہ ایکشن recommend کرتے ہیں اور Home Department اُن آرٹسٹس کو ban کرتا ہے اور یہ بات بالکل ٹھیک ہے کہ گوجرانوالا میں یہ violation ہوئی تھی وہاں جو پرائیویٹ تھیٹر تھے گوجرانوالا اور گجرات کے دو تھیٹر تھے جہاں پر ہم نے بابرہ علی اور عتیق جو drama play کرنے والے تھے، ان دونوں کے خلاف action لیا۔ اسی طرح فیصل آباد میں ہمیں complaint ملی اور وہاں پر بھی دو تھیٹر فیصل آباد اور جڑانوالہ میں صنم چودھری کو پندرہ روز کے لئے ban کیا، کنول شہزادی کو چار روز کے لئے ban کیا اور راشد کمال کو 12 دن کے لئے ban کیا، as such یہ پورے پنجاب میں جہاں ہمیں complaint آتی ہے ، گزارش ہے کہ یہ جو ہماری پنجاب آرٹس کونسلیں ہیں وہاں as such complaints نہیں ہوتیں جو پرائیویٹ تھیٹر ہیں وہاں پر جب ہمیں complaints ملتی ہیں تو ہم action لیتے ہیں لیکن میں آپ سے گزارش کروں گا کہ 1876 کا ایکٹ جو ڈرامہ سے related ہے اس میں amendment کی ضرورت ہے اور میں باؤ اختر علی صاحب کو بھی appreciate کرتا ہوں انہوں نے point out کیا ہے ہم بالکل اس ایکٹ میں amendment لانا چاہتے ہیں کیونکہ یہ بہت پرانا ایکٹ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ اس میں amendment لے کر آئیں۔ باؤ اختر علی صاحب کافی تفصیلی جواب آ گیا ہے۔

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! میں رانا ارشد صاحب پارلیمانی سیکرٹری سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ یہ ایک بہت ہی اہم قومی مسئلہ ہے اور سٹیج پر جو ہوتا ہے اس پر ساری قوم سراپا احتجاج ہے کہ انہوں نے جو جواب دیا ہے اُس میں لاہور آرٹس کونسل کا ذکر ہے میں پھر وہی اپنا سوال دہراتا ہوں کہ میرے نوٹس میں نہیں بلکہ یہ newspaper میں بھی آیا ہے کہ صادق آباد میں ایک ایسا سٹیج ڈرامہ کیا گیا ہے جس میں ذومعنی الفاظ بھی بولے گئے اور فحاشی کے ڈانس بھی دکھائے گئے اور یہ سارے پنجاب میں ہو رہا ہے اس میں amendment یا Bill جو بھی پاس کرنا ہے اسے جلد لایا جائے کیونکہ یہ معاشرے کی نسلوں کا مسئلہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: باؤ اختر علی صاحب! آپ point out کریں جس کا آپ کہہ رہے ہیں اس پر بھی action لیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! جو انہوں نے point out کیا بالکل بہاولپور، رحیم یار خان اور صادق آباد کے دو تھیٹر ہیں ہم ان کی report بھی منگواتے ہیں اور اگر as such وہاں پر ایسا ہو رہا ہے تو ہم فوری طور پر action لیتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: فوری action لیں، جی۔

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! جز (ج) میں انہوں نے جواب دیا ہے کہ ہمارا جواب نفی میں ہے تو میں یہ Home Department سے گزارش کرتا ہوں کہ انہوں نے آج تک جو action لئے کسی ذو معنی مکالمے بولنے پر، کسی فحاشی پر جو لاہور سے لے کر تمام پنجاب میں کتنی ایف آئی آر درج کیں، کتنے لوگوں کے ڈرامے بند کئے گئے اور کتنے عرصہ بعد ان کو کھول دیا گیا اُن کو پھر release کر دیا گیا؟

جناب قائم مقام سپیکر: یہ لمبی detail ہے، یہ fresh question بنتا ہے، رانا صاحب اگر detail ہے تو بتا دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ ملتان میں جو تھیٹر تھے دنیا پور، میلسی اور کہروڑپکا میں وینا چودھری پر کمیٹی کی recommendation کے بعد پابندی لگی اور سنگم تھیٹر۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ ان کو detail دے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جی، میں بالکل detail دے دیتا ہوں اور further بھی جو باؤ صاحب کہیں گے، as such ان کو Special Committee ہے ہم اس کو دیکھتے بھی ہیں اور ان کے اُوپر further action بھی کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، باؤ صاحب! آپ point out کریں۔

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! میں لاہور آرٹس کونسل کی بات کر لیتا ہوں۔ ہماری ناک کے نیچے بیدیاں روڈ ہے وہاں آج ہی آپ ایک کمیٹی تشکیل دے دیں اور آج ہی اُس کو دیکھ لیتے ہیں کہ اُس سٹیج ڈرامہ میں کیا ہو رہا ہے اور متعلقہ ادارہ جو اس کو watch کرتا ہے وہ کیا کر رہا ہے؟ میرا پارلیمانی سیکرٹری سے سوال ہے کہ یہ مسئلہ ہماری پوری قوم کا ہے اور ہماری نسلوں کا ہے اس پر کوئی ایسی پالیسی ایوان میں بیان کریں جس سے پتا چلے کہ ایوان کو مکمل اس کے اوپر عبور حاصل ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! اس پر ایک Special Drama Scrutiny Committee ہے جو اس کو دیکھتی ہے وہ بڑے سینئر لوگ ہیں جن میں پروین ملک صاحبہ اور رحمت علی رازی صاحب ہیں۔ سینئر لوگ اس script کو دیکھتے ہیں اور اگر as such اُن کو کوئی ذو معنی لفظ نظر آتا ہے تو وہ اس کو ختم کر دیتے ہیں لیکن جب یہ play ہو رہا ہوتا ہے اُس وقت اگر کوئی complaint ہو تو میں بالکل باؤ صاحب کے مؤقف کی تائید کرتا ہوں ہم اُن کے خلاف action بھی لیں گے اور یہ جو ہماری سینئر کمیٹی ہے اس میں یہ دس لوگ جس میں سینئر صحافی اور پروفیسر بھی ہیں جو کہ اس script کو پاس کرتے ہیں تو further انشاء اللہ جو یہ ہمیں advice کریں گے ہم اُس کو as special کریں گے اور آج کل کیونکہ اس پر ہم نے سختی کی ہے تو سٹیج کم ہوتے جا رہے ہیں لیکن جو ان کا point of view ہے ہم بالکل انشاء للہ اس پر ہر صورت عملدرآمد کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال محترمہ زیب النساء اعوان صاحبہ کا ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: No comments: نہیں، نہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! اس کمیٹی نے کچھ نہیں، کیا اس کو change کیا جائے کیونکہ اس کمیٹی نے صرف ڈرامے دیکھے اور کچھ بھی نہیں کیا so please اس کمیٹی کو تبدیل کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اگلا سوال محترمہ زیب النساء اعوان صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا ہے۔ اگلا سوال جناب امجد علی جاوید صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کا ہے۔ سوال نمبر بولیں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! سوال نمبر 1870 ہے، جواب پڑھا تصور ہوا کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: کوٹ لکھپت جیل کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*1870: ڈاکٹر نوشین حامد: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کوٹ لکھپت جیل لاہور کا کل کتنا رقبہ ہے؟

(ب) کیا حکومت قیدیوں کے اضافہ کی وجہ سے مزید بیرکس تیار کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ بارشوں کے موسم میں مذکورہ عمارت کی چھتوں سے پانی مسلسل ٹپک رہا ہے کیا اس بارے میں متعلقہ انتظامیہ کوئی مستقل حل نکالنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری):

(الف) جیل ہذا کا رقبہ 62 ایکڑ 6 کنال ہے۔

(ب) جیل ہذا پر 48 عدد ڈیتھ سیلز تیار کئے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تین ماہ کے اندر مذکورہ ڈیتھ سیلز تیار ہو جائیں گے۔ دو عدد بیرکس برائے عارضی سزائے موت قیدیوں کا کیس برائے منظوری اور فنڈز کے سلسلے میں حکومت پنجاب کو بھیجا گیا ہے جیسے ہی حکومت پنجاب منظوری اور فنڈز مہیا کرے گی۔ دو عدد بیرکس کی تعمیر کا کام شروع ہو جائے گا۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ جیل کی چھتوں سے پانی ٹپکتا ہے ۔علاوہ ازیں جیل انتظامیہ محکمہ تعمیرات کی مدد سے حسب ضرورت جیل بلڈنگ کی ضروری مرمت مستقل بنیادوں پر کرواتی رہتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! یہ کوٹ لکھپت جیل کے بارے میں سوال ہے اور اس میں مزید بیرکس کی تیاری کے بارے میں پوچھا گیا تھا تو اس میں محکمے کی طرف سے جواب آیا ہے کہ 48 عدد ڈیتھ سیلز تیار کئے جا رہے ہیں اور ساتھ انہوں نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ ڈیتھ سیلز تیار کئے جا رہے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اس کا مقصد تو یہ ہے کہ کرائم ریٹ بڑھ رہا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم تو نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہوتی ہے۔ بہر حال اس بارے میں میرا سوال یہ ہے کہ جو بیرکس مزید بنائی جا رہی ہیں اس میں کیا بچوں کے لئے، juvenile offenders کے لئے بیرکس بنانے کا کوئی منصوبہ ہے؟ کیونکہ جہاں تک میرا علم ہے کہ بچوں کو other criminals کے ساتھ رکھا جاتا ہے جو کہ بچوں کے لئے مناسب نہیں ہے اور ہم ایک نیا کریمنل وجود میں لے آتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر موصوف! فرمائیں۔

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! جس بات پر محترمہ نے توجہ دلائی ہے یہ بالکل صحیح ہے جب میں نے اللہ کے فضل و کرم والا جملہ پڑھا تو میں نے بھی اپنے ڈیپارٹمنٹ کو کہا ہے یہ ٹھیک نہیں لکھا۔ اللہ تو بڑا غفورٌ رّحیمؒ ہے اور وہ تو بندوں کو معاف کرنا چاہتا ہے۔ بہر حال اس پر انہوں نے لکھا ہے تو میں معذرت چاہوں گا اور میں نے اس کا notice بھی خود لیا ہے۔ جہاں تک آپ نے بیرکس کے حوالے سے کہا ہے تو ان کا 98 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے۔ انشاء اللہ within two or three months وہ مکمل ہوں گے اور جہاں تک آپ نے یہ کہا ہے کہ بچوں کو بڑوں کے ساتھ رکھا جاتا ہے تو ایسی کوئی مثال نہیں ہے اور پنجاب میں کوئی ایسی جیل نہیں ہے جس میں بچوں کو بڑوں کے ساتھ رکھا جاتا ہو کیونکہ ان کی عمروں کا تعین سرٹیفکیٹ سے ہوتا ہے اور یہ یہاں نہیں ہوتا۔ سیشن جج صاحبان ہر پندرہ دن کے بعد ہر ضلع میں visit کرتے ہیں۔ ان کے لئے بہاولپور میں علیحدہ جیل ہے اور اس کے علاوہ جہاں بھی جس ڈسٹرکٹ میں بچے ہیں۔ وہ چھ سال تک اپنی ماؤں کے ساتھ رہ سکتے ہیں اور ان کو اجازت ہے۔ نو عمر بچے جو 18 سال سے کم ہوتے ہیں ان کو علیحدہ رکھا جاتا ہیں۔ ہمارے پاس کئی بورسٹل جیلیں ہیں اس کے علاوہ جس ڈسٹرکٹ میں بچے ہوں ان کے لئے علیحدہ بیرکس ہیں۔ کہیں پر ایسا نہیں ہے کہ جہاں پر نو عمر بچوں کو بڑوں کے ساتھ رکھا جاتا ہو۔ میرے خیال میں کوئی ایسا کیس نہیں ہے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! جہاں تک میرا علم ہے اس وقت پنجاب میں دو بورسٹل جیلیں موجود ہیں اور لاہور میں اس وقت کوئی بورسٹل جیل موجود نہیں ہے۔

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! ان کی بات ٹھیک ہے اور پورے پنجاب میں خواتین جیل بھی صرف ملتان میں ہے لیکن اس کے لئے ہم نے بیرکس علیحدہ متعین کی ہوئی ہیں۔ ہر ڈسٹرکٹ میں خواتین اور نو عمر بچوں کے لئے علیحدہ بیرکس ہیں۔ یہاں پر کوئی ایسا issue نہیں ہے، اگر میری بہن کے پاس کوئی ایسی بات ہے تو میں اس کے لئے حاضر ہوں کیونکہ میں خود بھی surprise visit کرتا ہوں اور میں نے خود جا کر بہاولپور کی جیل میں بچوں کی عمروں کو بھی چیک کیا ہے کہ کہیں پر ان بچوں کے ساتھ بڑے لوگ تو نہیں رہ رہے۔ میں خود ہر جیل میں surprise visit بھی کرتا ہوں اور قیدیوں سے ملاقات بھی کرتا ہوں اور ہم ان باتوں کا بالکل خیال رکھتے ہیں کیونکہ اس سے بہت ساری قباحتیں پیدا ہونے کا خطرہ ہوتا ہے تو میں ایوان کو ensure کراتا ہوں کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

ملک محمد علی کھوکھر: جناب سپیکر! میں وزیر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ پوچھنا چاہتے ہیں یا ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں؟

ملک محمد علی کھوکھر: جناب سپیکر! ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں کہ یہ cramped up jails ہیں اور ابھی بھی بیرکس کو ایک دو ماہ تاخیر ہے۔ گرمیوں کا سیزن ہے اور لوڈشیڈنگ بھی آگے بڑھنی ہے تو کیا یہ cramped up jails میں قیدیوں کو facilitate کر رہے ہیں اور جہاں پر specially cramped up barracks بنی ہوئی ہیں وہاں پر کیا facilitation ہو رہی ہے۔
Specially regarding the power shortages?

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر موصوف! فرمائیں۔

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! گرمیوں کے سیزن میں جب گرمی شروع ہوتی ہے تو ہم اپنی پوری جیلوں کا سروے تیار کرتے ہیں کہ ان کے پنکھے، ان کے پانی کے کولر ٹھیک ہیں اور جہاں جہاں کی بیشی ہوتی ہے وہ پوری کرتے ہیں۔ بعض بیرکس ایسے ہوتے ہیں جہاں پہلے قیدیوں کی تعداد کم ہوتی ہے اور جب بعد میں بڑھ جاتی ہے تو اس میں اگر پنکھوں کی ضرورت ہے تو ایک پوری سروے رپورٹ تیار ہوتی ہے اور جہاں جہاں کی بیشی ہوتی ہے تو حکومت، مخیر حضرات اور بہت ساری این جی اوز بھی اس کے لئے تعاون کرتی ہیں۔ تمام جیلوں میں پہلے بھی واٹر purification plants لگے ہوئے ہیں اور وہاں 32 اور دیئے ہیں اور ہم وہ سولر سسٹم کے تحت لگانے جا رہے ہیں۔ اس وقت ایک ہزار پنکھے اور ایک سو واٹر کولر جو ٹھنڈے پانی کے لئے ہیں ہم نے وہ اس سیزن کے لئے اضافی رکھے ہیں اور جیلوں کو مہیا کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ! فرمائیں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! شکریہ۔ جیسا کہ اس سوال میں قیدیوں کے بارے کہا گیا ہے کہ وہ جگر اور معدے کی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں تو میرا منسٹر صاحب سے ضمنی سوال ہے کہ کیا ایسے قیدیوں کے ہیپاٹائٹس ٹیسٹ کی کوئی سہولت میسر کی گئی ہے اگر کوئی مبتلا ہو جاتا ہے تو اس کی ویکسینیشن available ہے یا نہیں ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! یہ کون سا سوال ہے؟

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! یہی سوال جو جیل کے بارے میں ڈاکٹر نوشین حامد نے کیا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس میں تو نہیں ہے۔

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! اس سے متعلقہ تو نہیں ہے لیکن میں اپنی بہن کو یہ بتانا چاہوں گا کہ تمام جیلوں میں ٹیسٹ کی سہولیات موجود ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹھیک ہو گیا۔ اگلا سوال میاں طارق محمود صاحب کی طرف سے ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں انہوں نے request کی تھی اس سوال کو pending کر دیتے ہیں۔ جی، اگلا سوال ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کا ہے۔ سوال نمبر بولیں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! سوال نمبر 1921 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: کوٹ لکھپت جیل میں قیدیوں کی خوراک کے لئے مختص رقم و دیگر تفصیلات

*1921: ڈاکٹر نوشین حامد: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سنٹر جیل کوٹ لکھپت لاہور میں قیدیوں کی خوراک کے لئے 14-2013 میں کتنی رقم مختص کی گئی ہے؟

(ب) مذکورہ جیل میں قیدیوں کو ایک دن میں فی قیدی کتنا کھانا دیا جاتا ہے اور کھانے میں کون کون سی اشیاء دی جاتی ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ قیدیوں کو ناقص کھانا دیا جاتا ہے جس سے اکثر قیدی معدے، جگر کی بیماریوں میں مبتلا ہو چکے ہیں؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت قیدیوں کے لئے کھانے کی رقم میں خُورد بُرد کرنے اور ناقص خوراک پکانے والوں کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری):

(الف) جیل ہذا پر اس وقت تقریباً 3800 اسیران مقید ہیں جن کی خوراک کے لئے حکومت پنجاب نے رواں سال 14-2013 کے لئے مبلغ۔/431,14860 روپے مختص کئے ہیں۔

(ب) جیل ہذا بشمول پنجاب کی دیگر جیلوں پر اسیران کو حکومت پنجاب کی جانب سے جاری کردہ مینو/سکیل کے مطابق تین وقت کھانا دیا جاتا ہے۔کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ صبح کے اوقات میں ناشتہ اور دوپہر و شام میں کھانا دیا جاتا ہے۔

(ج) یہ بات درست نہ ہے۔اسیران کو حکومت پنجاب کے منظور کردہ مینو/سکیل کے مطابق کھانا فراہم کیا جاتا ہے۔ کھانے کے معیار کو بہتر بنانے کی کوشش جاری ہے جس کے لئے سپرنٹنڈنٹ جیل ہمراہ میڈیکل آفیسر و دیگر آفیسران روزانہ اسیران کے کھانے کے معیار کو چیک کرتے ہیں۔مزید برآں حکومت پنجاب و محکمہ ہذا کے اعلیٰ آفیسران گاہے بگاہے جیل کے دورے کے موقع پر کھانے کے معیار کو چیک کرتے ہیں جبکہ ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج، لاہور، ہمراہ جوڈیشل آفیسران ہر ماہ دو مرتبہ جیل ہذا کا دورہ کرتے ہیں اور بالخصوص اسیران کو دیئے جانے والے کھانے کو چیک کرتے ہیں اور اسیران سے بھی اس بابت دریافت کرتے ہیں لیکن کبھی بھی معزز جج صاحبان کو کھانے کے معیار کے متعلق شکایت موصول نہ ہوئی ہے اور یہ بات بھی حقائق کے برعکس ہے کہ اکثر قیدی ناقص کھانے کی وجہ سے جگر، معدے کی بیماری میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔البتہ یہ بات قرین قیاس ہے کہ بوقت داخلہ کچھ اسیران اس قسم کی بیماریوں میں مبتلا ہوتے ہیں جن کا باقاعدہ طریقے سے علاج معالجہ کیا جاتا ہے اور حسب ضرورت بیرون جیل ہسپتال بھی بھجوایا جاتا ہے اور جیل ہذا پر ماہر ڈاکٹروں کو چیک کروا کر تمام سہولیات فراہم کی جاتی ہیں۔

(د) یہ بات بعید از قیاس ہے کہ اسیران کے کھانے کی رقم میں کسی قسم کی خُورد بُرد ہو رہی ہے۔ سپرنٹنڈنٹ جیل ان معاملات کی کڑی نگرانی کرتا ہے۔اس قسم کی کوتاہی سپرنٹنڈنٹ جیل کے مشاہدہ میں تاحال نہ آئی ہے۔البتہ اگر کوئی ملازم اس قسم کی سرگرمی میں ملوث پایا گیا تو اس کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میرا سوال وہی ہے جو ڈاکٹر فرزانہ نذیر نے کیا ہے کہ وہاں پر واقعی ہیپاٹائٹس اور وہ چیزیں بہت پھیل رہی ہیں تو میرا بھی یہی سوال تھا کہ screening اور ان کے علاج کے لئے خاص طور پر tuberculosis کیونکہ وہ ایک متعدی بیماری ہوتی ہے اور دوسرے سے لگتی ہے تو اس کے لئے کیا انتظامات کئے گئے ہیں؟

جناب سپیکر! دوسرا سوال یہ ہے کہ انہوں نے بے شک بجلی کے پنکھے اور کولر مہیا کئے ہیں مگر کروڑوں روپے کا بجلی کا بل نہ دینے کی وجہ سے کوٹ لکھپت جیل کی بجلی کٹ گئی تھی اور جب واپڈا کے لوگ وہاں پر چیکنگ کے لئے گئے تو ان کو یرغمال بنا لیا گیا اور اس وعدے پر چھوڑا گیا کہ تین چار دن کے اندر بل کی ادائیگی ہو جائے گی تو میرا سوال یہ ہے کہ پنکھے اور کولر کے لئے تو بجلی چاہئے ہوگی تو کیا بجلی کا بل ادا ہو گیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: وہ تو پچھلا سوال آپ کا ہو گیا ہے۔ چلیں! منسٹر صاحب اس کا جواب بھی دے دیں۔

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں آپ کے توسط سے محترمہ کو بتاتا ہوں کہ تمام جیلوں میں ان ٹیسٹ کی تمام سہولتیں موجود ہیں، پنجاب ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ اس کو کنٹرول کرتا ہے، مریض ان میں زیر علاج ہوتے ہیں اور پنجاب کی کوئی ایسی جیل نہیں ہے جس میں میڈیسن کی کوئی کمی ہو یا ان کے علاج میں کوئی غفلت برتی جاتی ہو، لیبارٹریز ہر جیل میں موجود ہیں۔ دوسرا میں آپ سے یہ کہوں گا کہ بجلی کے حوالے سے یہ بات میرے علم میں آئی تھی جیسے آج کل ہم بل دینے والے ہیں اور یہ خیبر پختونخوا کی گورنمنٹ نہیں ہے کہ یہ بل نہیں دے گی۔ ہم نے بل دیئے ہیں اور اگر کوئی ایسا ہوا ہے تو ہم نے اس کو pay کر دیا ہے۔ اس وقت پورے پنجاب کی جیلوں میں بجلی کی کوئی shortage نہیں اور کوئی میٹر نہیں کٹا ہوا۔ (قطع کلامیاں)

MR ACTING SPEAKER: Order in the House.

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): اگر کسی بھائی کو میری اس بات پر یقین نہ آئے تو خود جا کر تجربہ بھی کر سکتا ہے کہ وہاں کوئی لوڈشیڈنگ نہیں ہے اور بجلی موجود ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال سردار محمد آصف نکئی کی طرف سے ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! On his behalf. (معزز ممبر نے سردار محمد آصف نکئی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، On his behalf.

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! سوال نمبر 1941 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع قصور جیل میں قیدیوں کی گنجائش و دیگر تفصیلات

*1941: سردار محمد آصف نکئی: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع قصور جیل کا رقبہ کتنا ہے؟

(ب) مذکورہ جیل میں کتنے قیدی رکھے جانے کی گنجائش ہے اور اس وقت اس میں کتنے قیدی ہیں؟

(ج) کیا قیدی مرد، عورتوں اور بچوں کو تعلیمی سہولیات میسر ہیں اگر ہیں تو ان سہولیات کی کیا تفصیل ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری):

(الف) ڈسٹرکٹ جیل قصور کا کل رقبہ 32 ایکڑ 01 کنال 10 مرلہ ہے۔

(ب) ڈسٹرکٹ جیل قصور میں 596 اسیران کی گنجائش ہے جبکہ مورخہ 2013-11-11 کو ڈسٹرکٹ جیل قصور میں 1539 قیدی / حوالاتی مقید ہیں۔

(ج) قیدی اسیران کو دینی و دنیاوی تعلیم کے لئے جیل انتظامیہ کی طرف سے ایک ٹیچر متعین ہے جبکہ ٹرسٹ جمعیت تعلیم القرآن کی طرف سے دو ٹیچر متعین ہیں۔ محکمہ سوشل ویلفیئر کی طرف سے ایک لیڈی ٹیچر متعین ہے جو کہ جیل میں موجود خواتین اسیران کو سلائی کڑھائی وغیرہ کی ٹریننگ دیتی ہے علاوہ ازیں بچوں کی تعلیم کے لئے ہائی سکول سسٹم (NGO) کی مدد سے میٹرک تک تعلیم، کمپیوٹر کی بنیادی ٹریننگ اور ووکیشنل ٹریننگ جس میں کپڑوں کی سلائی کا کام شامل ہے فراہم کی جاتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! سوال کے جز (ب) میں انہوں نے بتایا ہے کہ ڈسٹرکٹ جیل قصور میں 596 اسیران کی گنجائش ہے جبکہ جیل میں 1539 قیدی اور حوالاتی موجود ہیں اور جز (ج) میں انہوں نے ان اسیران کو تعلیم دینے اور اس طرح کی سہولیات دینے کے حوالے سے ایک این جی او کا ذکر کیا ہے تو کیا 1539 تمام قیدیوں کو یہ سہولتیں مہیا کی گئی ہیں اور یہ بتایا جائے کہ دینی تعلیم اور دوسری تعلیم کے لئے سوشل ویلفیئر سے جو ٹیچرز ہیں ان کے مقابلے میں قیدیوں کی بہت زیادہ تعداد ہے تو کیا ان تمام کو یہ سہولتیں مہیا ہوتی ہیں اور کن کن کو ابھی تک وہاں ٹھہرایا گیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! یہ سارا اکٹھا ہی جواب دے دیں۔

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! یہ تعداد جو جواب میں ہے اس سے بھی آپ کو latest update کر دیتا ہوں۔ اب تعداد اس سے کم ہو گئی ہے اور اس وقت 1420 ہیں، پہلے 1539 تھے اور یہ آج کی latest update ہے۔ اس میں جیل انتظامیہ کی طرف سے ایک ٹیچر موجود ہے، تعلیم القرآن ٹرسٹ جو پورے پنجاب کی جیلوں میں دینی تعلیم کے لئے بڑے عرصے سے خدمات سرانجام دے رہے ہیں اور ان کی طرف سے دو ٹیچر ہیں۔ محکمہ سوشل ویلفیئر کی طرف سے وہاں ایک ٹیچر موجود ہے۔ ان قیدیوں کی سہولت کے لئے، ان کو educate کرنے کے لئے Literacy Department کی طرف سے مختلف جیلوں میں سہولت میسر ہے۔ میں آپ کو اور پورے ایوان کو ensure کرتا ہوں کہ الحمدللہ یہ پورے پنجاب میں بلکہ پاکستان کی history میں پہلی دفعہ ہوا ہے۔ اس ایجوکیشن کے ساتھ ساتھ ہم ان کو ٹیکنیکل ایجوکیشن بھی دینے جا رہے ہیں۔ پاکستان کی history میں پہلی دفعہ TEVTA کے تعاون سے ہم پہلے پراجیکٹ کے طور پر ملتان اور لاہور میں 900 قیدیوں کو مختلف شعبہ جات میں trained کرنے جا رہے ہیں تاکہ جب وہ باہر نکلیں تو وہ کسی چوراچکے کا پتا پوچھنے کی بجائے خود باعزت روزگار کما سکیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم پر ان کے vision کے مطابق، ان کی ایجوکیشن کے لئے اور ٹیکنیکل ایجوکیشن کے لئے بھرپور کوشش کر رہے ہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کے vision کے مطابق انشاءاللہ جیلوں کو اصلاح کا گھر بنائیں گے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میرے سوال کا جواب نہیں آیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر موصوف! وہ کہہ رہے ہیں کہ ڈسٹرکٹ جیل قصور میں 596 قیدیوں کی گنجائش ہے لیکن آپ نے وہاں پر چودہ سو کے قریب قیدی رکھے ہوئے ہیں، اس کے لئے آپ کیا کر رہے ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): اس کے لئے تقریباً 12 نئی جیلیں بن رہی ہیں، یہ مسئلہ کسی ایک جیل کا نہیں ہے بلکہ پورے پنجاب کی جیلوں کی capacity کا ہے---

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! کیا یہ تمام جیلیں قصور میں بن رہی ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ ان کا جواب تو سن لیں۔ (قطع کلامیاں)

No cross talk.

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں نے یہ نہیں پوچھا کہ پنجاب میں کتنی جیلیں بن رہی ہیں، ویسے میرے خیال میں ان کا پروگرام یہ ہے کہ "ہم جیلوں کا جال بچھائیں گے" کوئی بات نہیں یہ جیلوں کا جال بچھا رہے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: چیمہ صاحب! آپ وزیر موصوف کا جواب تو آنے دیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: انہوں نے ابھی جو بتایا ہے میں اس حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: پہلے اس کا جواب تو لے لیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب والا! اس کا جواب تو یہ دے ہی نہیں رہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: قصور میں کوئی جیل بنانے کا ارادہ ہے؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میرا سوال یہ تھا کہ قصور کی جیل میں 596 قیدیوں کی گنجائش ہے لیکن وہاں پر اس وقت چودہ سو سے زیادہ قیدی رکھے ہوئے ہیں یعنی چار پانچ گنا زیادہ قیدی وہاں پر موجود ہیں اور وہاں پر ان کو صرف ایک ٹیچر پڑھا رہی ہے، میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ سب کو تعلیم دینے کے لئے کیا وہ ایک ٹیچر کافی ہے، ہم کس طرح سے judge کر سکتے ہیں کہ چودہ سو قیدیوں کو انہوں نے بہتر طریقے سے تعلیم دی ہے؟ یہ میرا سوال تھا جس کا جواب تو انہوں نے دیا نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ اب اس کا جواب دے رہے ہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! انہوں نے تو جیلوں کا جال بچھانے کی باتیں شروع کر دی ہیں، یہ اپنی تیاری کر رہے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ یہ لوگ جلد وہاں پر جائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چیمہ صاحب! نہیں، یہ کوئی بات نہیں ہے۔ No, No

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! اگر چیمہ صاحب کا خطاب عالیہ ختم ہو گیا ہے تو میں جواب دے دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ جواب دیں۔

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! اس کے لئے میری گزارش ہے کہ جیل ڈیپارٹمنٹ میں یعنی جیلوں میں یہ سسٹم رائج ہے کہ جو پڑھے لکھے قیدی ہوتے ہیں، ہر بیرک میں ایجوکیشن کے لئے ٹیچرز متعین ہیں، اسیران میں سے اگر کوئی پڑھا لکھا قیدی ہے تو اس کی ڈیوٹی ہوتی ہے

کہ وہ اسیران کو تعلیم دے۔ اس وقت جیل میں کوئی بیرک ایسی نہیں ہے جہاں پر قرآن کی تعلیم اور بنیادی تعلیم کے لئے ٹیچر موجود نہ ہو۔ جو اسیران پڑھتے ہیں ان کو مہینے میں چھ دن، اس کے علاوہ جب وہ کوئی امتحان پاس کرتے ہیں اس کے مطابق، الحمد للہ اس وقت بھی بارہ سو قیدیوں کو ایجوکیشن کی وجہ سے معافی ملی ہے۔

جناب سپیکر! دوسرا میں یہ عرض کروں گا کہ ان کو گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے جیلیں بہت کھلی اور وسیع ہیں۔ اس وقت اوکاڑہ میں ایک جیل بن رہی ہے جو کہ 95 فیصد مکمل ہو گئی ہے اور اسی سال انشاء اللہ تعالیٰ وہ بھی شروع ہو جائے گی۔ اس کے علاوہ چار جیلیں مزید بھی بن رہی ہیں، اس طرح بہت سارے قیدی ایسے ہیں جو اوکاڑہ میں شفٹ ہو جائیں گے۔ ہمیں دعا تو یہ کرنی چاہئے کہ جرائم کی تعداد اور مجرموں کی تعداد میں کمی ہو جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ

چودھری عامر سلطان چیمہ جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ڈسٹرکٹ جیل قصور میں جہاں پر 596 قیدیوں کی گنجائش موجود ہے، جواب میں تو انہوں نے بتایا ہے کہ وہاں پر 1539 قیدی موجود ہیں، میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایک بیرک میں کتنے قیدی رہ رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! اس میں مختلف بیرکیں ہیں، ایک بیرک کا کوئی ایک سائز نہیں ہوتا، سزائے موت والے قیدیوں کی چکی علیحدہ ہوتی ہے، حوالاتیوں کی علیحدہ ہوتی ہے۔ بیرک کی گنجائش کے مطابق لوگوں کو وہاں پر شفٹ کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات میں عرض کر دوں کہ تمام ڈسٹرکٹ کی جیلوں میں سیشن جج حضرات ہر پندرہ دن بعد دورہ کرتے ہیں۔ اگر قیدیوں کو اس حوالے سے کسی بھی قسم کی کوئی شکایت ہو تو سیشن جج موقع پر احکامات جاری کرتے ہیں۔ کوئی ایسی بات نہیں ہے، چیمہ صاحب شاید سوچ رہے ہوں گے کہ گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے قیدی جیل کی چھتوں پر سوتے ہوں گے۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے، ہاں یہ ضرور ہے کہ اس وقت جیلوں کی ضرورت ہے اور ان کی دعاؤں سے ہم جیلیں مزید بنا رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال چودھری محمد یوسف کسیلیہ کی طرف سے ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال سردار محمد آصف نکئی صاحب کی طرف سے ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر 2386 ہے، اس سوال کا تو جواب ہی موصول نہیں ہوا۔

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر صاحب! آپ کے چار پانچ سوال ایسے ہیں جن کے جوابات موصول نہیں ہوئے جبکہ یہ سوالات 5- ستمبر کو ہمیں موصول ہوئے 27- نومبر کو ہم نے آپ کے پاس بھیج دیئے ہیں، اب تو چھ مہینے ہو گئے ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): سوال نمبر کون سا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: سوال نمبر 2386 ہے۔

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! اس کا میرے پاس جواب آ گیا ہے، میں اس کا جواب دے دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ہمارے پاس کیوں نہیں ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! میں ان کو update کر دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، ادھر ہمارے پاس کیوں نہیں پہنچا۔ سیکرٹری صاحب! اس کا جواب کیوں نہیں پہنچا؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! اگر اس سوال کا جواب نہیں پہنچا تو میں ایوان کو ensure کرواتا ہوں کہ اس کا جواب اگلے اجلاس تک آ جائے گا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اس سوال کا جواب لازمی طور پر اسمبلی سیکرٹریٹ میں آیا ہو گا۔

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): اصل میں جواب آ گیا تھا لیکن پرنٹ نہیں ہو سکا کیونکہ جواب دیر سے جمع ہوا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر صاحب! یہ تو محکمے کی کوتاہی ہے، اس سوال کو ہم pending کرتے ہیں۔

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! آپ کی بات درست ہے، جوابات اسمبلی میں دیر سے جمع ہوئے تھے جس کی وجہ سے وہ پرنٹ نہیں ہو سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، نہیں۔ یہ پھر کس کی ذمہ داری ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! یہ ہمارے ڈیپارٹمنٹ کی ذمہ داری ہے، اس پر ضرور action لیا جائے گا اور اس سلسلے میں اگلے اجلاس میں اسمبلی کو inform بھی کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں اس سوال کو pending کرتا ہوں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! صرف pending ہی نہ کریں بلکہ action بھی لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس سوال کو میں pending کرتا ہوں اور جب بھی ان کے آئندہ سوالات ہوں گے اُن پر action لے کر ایوان کو بھی بتائیں گے۔ اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کی طرف سے ہے۔ انہوں نے request کی تھی کہ اس کو pending کیا جائے لہذا اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کی طرف سے ہے۔

محترمہ نگہت شیخ: سوال نمبر 2530 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں نئی جیلوں کی تعمیر کی تفصیلات

*2530: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ میں سال 2011 کے دوران کل کتنی نئی جیلیں کن کن اضلاع میں تعمیر کی گئیں؟

(ب) جو نئی جیلیں تعمیر کی گئیں ان کی تعمیر پر حکومت نے کل کتنی رقم خرچ کی؟

(ج) کیا نئی جیلوں میں قیدیوں اور ان کے گھر والوں کے لئے فیملی رومز بھی تعمیر کئے گئے ہیں، اگر ہاں تو ان رومز پر کل کتنے اخراجات ہوئے؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری):

(الف) پنجاب میں سال 2011 کے دوران نئی جیل تعمیر نہیں کی گئی۔ البتہ 12 جیلیں زیر تعمیر ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔	ڈسٹرکٹ جیل اوکاڑہ	2۔	ڈسٹرکٹ جیل پاکپتن
3۔	ڈسٹرکٹ جیل لیہ	4۔	ڈسٹرکٹ جیل نارووال
5۔	ڈسٹرکٹ جیل بھکر	6۔	ڈسٹرکٹ جیل حافظ آباد
7۔	ڈسٹرکٹ جیل لودھراں	8۔	ڈسٹرکٹ جیل خانیوال
9۔	ڈسٹرکٹ جیل راجن پور	10۔	سب جیل شجاع آباد
11۔	ہائی سکیورٹی جیل ساہیوال	12۔	ہائی سکیورٹی جیل میانوالی

(ب) زیر تعمیر 12 نئی جیلوں پر مورخہ 31.12.2013 تک جو فنڈز خرچ ہوئے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	جیل کا نام	کل خرچہ (ملین میں)
1۔	ڈسٹرکٹ جیل اوکاڑہ	556.233
2۔	ڈسٹرکٹ جیل پاکپتن	403.598
3۔	ڈسٹرکٹ جیل لیہ	402.694
4۔	ڈسٹرکٹ جیل نارووال	551.181
5۔	ڈسٹرکٹ جیل بھکر	366.086
6۔	ڈسٹرکٹ جیل حافظ آباد	789.166
7۔	ڈسٹرکٹ جیل لودھراں	435.301
8۔	ڈسٹرکٹ جیل خانیوال	544.521
9۔	ڈسٹرکٹ جیل راجن پور	349.858
10۔	سب جیل شجاع آباد	68.360
11۔	ہائی سکیورٹی جیل ساہیوال	892.331
12۔	ہائی سکیورٹی جیل میانوالی	244.701

مزید برآں ہائی سکیورٹی جیل ساہیوال مالی سال 14-2013 میں مکمل ہونی متوقع ہے اور اگر جیلوں کے پورے فنڈز حکومت جاری کر دے گی تو جیلیں مالی سال 15-2014 اور 16-2015 میں مکمل ہو سکتی ہیں۔

(ج) نئی جیلوں میں قیدیوں اور ان کے گھر والوں کے لئے فیملی رومز تعمیر نہیں کئے گئے البتہ مندرجہ ذیل چار سنٹرل جیلوں پر فیملی رومز تعمیر کئے گئے ہیں ان کے اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	جیل کا نام	کل خرچہ (ملین میں)
1۔	سنٹرل جیل لاہور	90.790
2۔	سنٹرل جیل فیصل آباد	109.256
3۔	سنٹرل جیل ملتان	92.106
4۔	سنٹرل جیل راولپنڈی	35.850 (زیر تعمیر ہے)

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (الف) میں جن 12 زیر تعمیر جیلوں کا ذکر کیا گیا ہے میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ جیلیں کب سے زیر تعمیر ہیں اور کب تک مکمل ہو جائیں گی؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے محترمہ سے عرض کروں گا اور چیمہ صاحب بھی کہ وہ میری بات غور سے سن لیں کہ اس ضمن میں ہم چھ جیلیں انشاءاللہ تعالیٰ اسی سال یعنی 2014 تک complete کر لیں گے۔ ان میں ہائی سکیورٹی جیل ساہیوال، ڈسٹرکٹ جیل پاکپتن، ڈسٹرکٹ جیل لودھراں، ڈسٹرکٹ جیل اوکاڑہ، ڈسٹرکٹ جیل بھکر اور لیہ شامل ہیں۔ انشاءاللہ ہم یہ چھ جیلیں اس سال complete کر لیں گے اور اس سے اسیران کا load دوسری جیلوں پر کم ہو جائے گا۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! باقی کی جو چھ جیلیں ہیں وہ کب تک مکمل ہو جائیں گی؟

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ باقی چھ جیلوں کا بھی پوچھ رہی ہیں۔

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! ٹوٹل بارہ جیلیں ہیں، انشاءاللہ باقی جیلیں بھی تقریباً 2015 تک complete کر لیں گے۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جواب کے جز (ب) میں separate room بنانے کا کہا گیا ہے، میرا سوال یہ ہے کہ family rooms جو تعمیر کئے جا رہے ہیں ان میں کیا کیا سہولیات دی جائیں گی؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! یہ ایک شرعی مسئلہ تھا جس کی میں سمجھتا ہوں کہ ضرورت بھی تھی، شریعت نے بھی اس کی اجازت دی ہے اور حکم بھی ہے۔ اس وقت ملتان، فیصل آباد اور لاہور میں family rooms complete ہو چکے ہیں جبکہ راولپنڈی میں زیر تعمیر ہیں جس کا پچاس فیصد کام مکمل ہو چکا ہے۔ اس کام کے لئے پوسٹیں بھی sanction ہو چکی ہیں، ہم اب لوگوں کو بھرتی کرنے جا رہے ہیں اور تین چار مہینے میں یہ operative ہو جائیں گی۔ اس میں یہ criteria بنایا گیا ہے کہ ایسے قیدی جو انٹی سٹیٹ یا دہشت گردی اور ایسے دوسرے جرائم میں ملوث ہیں ان کو یہ سہولت نہیں ملے گی لیکن دیگر قیدی سال میں تین دفعہ تین تین دن ان فیملی رومز میں اپنے بیوی بچوں کے ساتھ رہ سکیں گے اور ان کے رہنے کے اخراجات بھی جیل ڈیپارٹمنٹ برداشت کرے گا۔ یہ بھی وزیراعلیٰ صاحب کا vision ہے کہ اس سے لوگوں میں بہت زیادہ مثبت تبدیلی آئے گی، جو مجرم ہیں ذہنی طور پر ان کی بھی تربیت ہو گی اور بچوں کو بھی یہ احساس ہو گا کہ ہم لاوارث نہیں ہیں۔ ان کی

پرورش اوران کے گھر والوں پر بڑے مثبت اثرات ہوں گے اور یہ پنجاب گورنمنٹ کا ہی کارنامہ ہے کہ ہم پہلی دفعہ یہ کرنے جارہے ہیں۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آخری ضمنی سوال کریں۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! میرا سوال تھا کہ ان کے علاوہ کیا کیا سہولیات ہیں؟ اب میں specifically پوچھ لیتی ہوں کہ جو جیلیں زیر تعمیر ہیں ان میں میڈیکل کی سہولیات مہیا کرنے کے لئے ہسپتال یا ڈسپنسریاں بنائی جارہی ہیں، ان جیلوں میں سے کتنی جیلیں خواتین کے لئے ہیں اور کیا ان کے لئے گائنی کے میڈیکل treatment کے لئے الگ سہولیات دی جارہی ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! میں اپنی بہن کو بتانا چاہوں گا کہ اس میں صرف مرد قیدی نہیں بلکہ خواتین قیدی بھی اپنے خاوند کو ملنے کے لئے درخواست دے سکتی ہیں۔ ان کی ہیلتھ کے لئے ڈاکٹر موجود ہے، جیل میں لیڈی ڈاکٹر بھی موجود ہے اور یہ جو فیملی رومز ہیں یہ جیل کی چار دیواری کے اندر ہیں، ان میں خواتین کے میڈیکل کی تمام سہولتیں موجود ہیں۔ خواتین کے جو بھی مسائل ہیں ان کے لئے لیڈی ڈاکٹر موجود ہے انہیں تمام ادویات اور تمام سہولیات ملیں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال محترمہ نبیلہ حاکم علی خان کا ہے۔

ڈاکٹر صلاح الدین خان: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب میں اگلا سوال بول چکا ہوں آپ اس پر بات کر لیجئے گا۔ محترمہ نبیلہ حاکم علی خان صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال سردار وقاص حسن موکل صاحب کا ہے لیکن اس کا جواب نہیں آیا۔ منسٹر صاحب! آپ اس کی انکوائری کرائیں اور ایوان کو بتائیں کہ ایسا کیوں ہوا ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! یہ جواب اسمبلی میں تاخیر سے جمع ہوا ہے اس لئے یہ پرنٹ نہیں ہو سکا۔ اس کا action لیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! ہماری طرف سے 8- جنوری کو یہ سوال آپ کو بھجوایا گیا ہے اب اسے چار ماہ ہو گئے ہیں۔ یہ روّیہ بالکل قابل برداشت نہیں ہے۔ آپ اس پر action لیں اور ایوان کو بتائیں۔

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! بالکل اس پر action لیا جائے گا اور ایوان کو مطلع کیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں اس سوال کو pending کرتا ہوں۔ اگلا سوال ملک ذوالقرنین ڈوگر صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال رانا محمد افضل صاحب کا ہے لیکن اس کا بھی جواب نہیں آیا لہذا اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کا ہے۔ اس سوال کا جواب موصول نہیں ہوا لہذا اس سوال کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال چودھری اشرف علی انصاری صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی چودھری اشرف علی انصاری صاحب کا ہے لیکن اس کا جواب موصول نہیں ہوا لہذا اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! میں اس کے لئے ایک استدعا کروں گا کہ اسمبلی سیکرٹریٹ متعلقہ منسٹر کو ضرور مطلع کرے کہ اس کے ڈیپارٹمنٹ کے سوالوں کے جوابات نہیں آئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! ہمارے پاس جو سوال آتا ہے ہماری کوشش ہوتی ہے کہ اس سے اگلے دن ہی آپ کی طرف بھجوا دیا جائے۔ یہ آپ کے محکمے کی بڑی negligence ہے، آپ اسے دیکھیں اور بتائیں۔ اگلا سوال جناب محمد انیس قریشی کا ہے لیکن اس کا جواب بھی موصول نہیں ہوا لہذا یہ pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب خالد غنی چودھری کا ہے اس کا بھی جواب موصول نہیں ہوا لہذا یہ بھی pending کیا جاتا ہے۔ منسٹر صاحب! یہ روّیہ بالکل قابل برداشت نہیں ہے۔ آپ اگلے اجلاس میں جواب بتائیں۔ سارے سوالات مکمل ہوئے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

خواتین قیدیوں کے ساتھ رہنے والے بچوں کی تعلیم کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

*860: محترمہ حنا پرویز بٹ: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) خواتین قیدیوں کے ساتھ رہنے والے بچوں کی تعلیم کے لئے کیا اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں؟

(ب) سکولوں میں داخل بچوں کی تعداد کیا ہے؟

(ج) کیا ماؤں کے ساتھ رہنے والے بچوں کے سکول متعلقہ جیل میں ہی واقع ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری):

(الف) جیل میں قیدی خواتین کے ساتھ بے گناہ چھ سال کی عمر تک کے بچوں کو محکمہ جیل خانہ جات اپنی مدد آپ کے تحت مختلف این جی اوز کے تعاون سے مفت تعلیم فراہم کرتا ہے اور اس کے لئے خواتین وارڈ میں ہی کلاس روم تیار کئے گئے ہیں جہاں پر جمعیت تعلیم القرآن ٹرسٹ کی طرف سے مقرر کردہ خواتین ان بچوں کو دینی تعلیم سے آراستہ کرتی ہیں جبکہ قیدی خاتون ٹیچرز بھی ان کی تعلیم و تربیت کے لئے مقرر کی گئی ہیں۔ چھ سال کی عمر کے بعد ان بچوں کو ادارہ ایس او ایس یا چائلڈ پروٹیکشن بیورو کے حوالے کر دیا جاتا ہے جو کہ ان کی مزید تعلیم و تربیت کا بندوبست قواعد کے مطابق کرتا ہے۔

(ب) قیدی خواتین کے ساتھ سکولوں میں داخل بچوں کی تعداد 27 ہے۔

(ج) جی ہاں! ماؤں کے ساتھ رہنے والے بچوں کے سکول متعلقہ جیلوں میں ہی واقع ہیں۔

ضلع لاہور: محکمہ ثقافت کے ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2318: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر اطلاعات وثقافت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع لاہور میں محکمہ ثقافت کے تحت کل کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ب) ضلع لاہور میں محکمہ ثقافت کے ملازمین کے پاس کل کتنی گاڑیاں ہیں؟

(ج) ضلع لاہور میں موجود ثقافت کے محکمے میں موجود ملازمین کی کتنی اسامیاں عرصہ دراز سے خالی چلی آ رہی ہیں، ان خالی اسامیوں کو کب تک پُر کر دیا جائے گا؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع لاہور میں محکمہ ثقافت کے تحت پنجاب کونسل آف دی آرٹس ضلع لاہور میں اس وقت کل 85 ملازمین کام کر رہے ہیں۔

(ب) ضلع لاہور میں محکمہ ثقافت کے ملازمین کے پاس ماسوائے ایگزیکٹو ڈائریکٹر کے کسی بھی ملازم کے پاس کوئی بھی سرکاری گاڑی نہیں ہے جبکہ تین گاڑیاں (دو عدد کیری ڈبہ اور ایک عدد پک اپ) جنرل پول میں ہیں۔

(ج) ضلع لاہور میں محکمہ ثقافت کے تحت پنجاب کونسل آف دی آرٹس ضلع لاہور میں اس وقت کل 15 اسامیاں خالی ہیں۔ اس وقت نئی بھرتی پر پابندی عائد ہے۔ جونہی بھرتی پر سے پابندی اٹھالی جائے گی تو پھر خالی اسامیوں کو قواعد وضوابط کے مطابق پُر کر لیا جائے گا۔

لاہور: جیلوں میں قیدی خواتین اور بچوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1152: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور کی جیلوں میں اس وقت قیدی خواتین اور بچوں کی تعداد کیا ہے؟

(ب) لاہور کی جیلوں میں قیدی خواتین کے طبی معائنے کے لئے کیا خواتین میڈیکل سٹاف کی سہولیات فراہم کی گئی ہیں نیز زیادہ بیمار خواتین کے علاج معالجہ کے لئے کیا طریق کار اختیار کیا جاتا ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری):

(الف) سنٹرل جیل لاہور میں قیدی خواتین کی تعداد 146 اور بچوں کی تعداد 14 ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے جبکہ ڈسٹرکٹ جیل لاہور میں کوئی بھی قیدی خواتین موجود نہ ہے۔

(i) قیدی = 46

(ii) حوالاتی = 92

(iii) سزائے موت = 08

(ب) سنٹرل جیل لاہور میں قید خواتین کے لئے درج ذیل میڈیکل سٹاف موجود ہے۔

(i) لیڈی ڈاکٹر نصرت

(ii) لیڈی ڈاکٹر طوبیٰ

(iii) LHV قدسیہ ظفر

جو دن رات اپنی خدمات سرانجام دے رہی ہیں۔ مزید برآں جناح ہسپتال لاہور سے ہفتہ میں ایک دن دو گائناکالوجسٹ ڈاکٹرز بھی جیل کا visit کرتی ہیں اور گائنی سے متعلقہ مریضوں کا چیک اپ اور علاج معالجہ بھی کرتی ہیں۔ کسی بھی ایمرجنسی کی صورت میں زیادہ بیمار خواتین کو جناح ہسپتال لاہور refer کر دیا جاتا ہے علاوہ ازیں ہر ماہ دو مرتبہ تمام شعبوں سے متعلقہ

سپیشلسٹ ڈاکٹرز بھی جیل کا visit کرتے ہیں جو بوقت ضرورت خواتین اسیران کو بھی چیک کرتے ہیں۔

صوبہ کی جیلوں میں قیدی خواتین اوران کے بچوں کو سہولیات کی فراہمی ودیگر تفصیلات

*1153: محترمہ عائشہ جاوید: کیاوزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب کی جیلوں میں خواتین قیدیوں کے ہمراہ ان کے بچے بھی قید ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت پنجاب ان قیدی خواتین اوران کے بچوں کی فلاح و بہبود کے لئے سہولیات فراہم کر رہی ہے، اگر ہاں تو سہولیات کی تفصیلات کیا ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ قیدی خواتین کی بہت بڑی تعداد چار پائیوں کے عدم دستیابی کے باعث اپنے بچوں کے ہمراہ زمین پر سوتی ہے، اس سلسلے میں کیا اقدامات اٹھائے جار ہے ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب کی جیلوں میں خواتین قیدیوں کے ہمراہ ان کے چھ سال تک کے بچے بھی بند ہیں یہ شیر خوار اور چھوٹے بچے اکثر و بیشتر اپنی ماؤں کے ساتھ جیلوں میں رہتے ہیں لیکن اس میں متعلقہ خواتین اسیران کی مرضی شامل ہوتی ہے تاہم اگر وہ چاہیں تو اپنے بچوں کو متعلقہ عدالت کی اجازت سے جیل سے باہر اپنے عزیزواقارب کے پاس بھجوا سکتی ہیں پاکستان پریژن رول قاعدہ نمبر 326 کے مطابق چھ سال کی عمر تک کے بچے اپنی اسیر ماؤں کے ساتھ جیل میں رہ سکتے ہیں جبکہ چھ سال سے زیادہ کے بچے ان کے خونی رشتہ داروں کے حوالے کر دیئے جاتے ہیں اگر کسی ماں کو اپنے لواحقین کے متعلق کوئی تحفظات ہوں تو ان کے بچے ضلعی انتظامیہ/متعلقہ عدالت کی اجازت سے SOS اور چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر ہومز منتقل کر دیئے جاتے ہیں۔

(ب) صوبہ پنجاب کی جیلوں میں ان قیدی خواتین کو پاکستان پریژن رول 489 کے مطابق روزانہ کی بنیاد پر انتہائی معیاری خوراک مہیا کی جاتی ہے جس میں

(1) دودھ 467 گرام

(2) چینی 29 گرام

(3) چاول 117 گرام

(4) اس کے علاوہ دودھ پلانے والی ماؤں کو بھی روزانہ کی بنیادوں پر 500 گرام دودھ مہیا کیا جاتا ہے اور ان بچوں کے لئے کھیل کود کا سامان جس میں جھولے، کھلونے، کیرم بورڈ اور ٹی وی وغیرہ کی سہولیات شامل ہیں جن سے بچے لطف اندوز ہوتے ہیں اس کے علاوہ جہاں تک ممکن ہو سکے ان بچوں کی تعلیم کا بندوبست بھی کیا جاتا ہے جبکہ ان خواتین نے یہ بچے اپنی مرضی اور عدالتی احکامات کے مطابق رکھے ہوئے ہیں اور اس کے علاوہ ہر ماہ دو مرتبہ سیشن جج صاحبان دورہ کرتے ہیں اور اگر کسی خاتون کو کوئی شکایت ہو تو اس کا موقع پر ازالہ کیا جاتا ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے ۔ پنجاب کی کسی بھی جیل میں کوئی بھی قیدی خاتون چارپائیوں کی عدم دستیابی کے باعث اپنے بچوں کے ہمراہ زمین پر نہیں سوتی ہیں۔ تمام جیلوں پر خواتین وارڈز میں چارپائیاں مناسب تعداد میں موجود ہیں۔

راولپنڈی: اڈیالہ جیل میں دیت نہ دینے کی وجہ سے بند قیدیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1248: محترمہ زیب النساء اعوان: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) اڈیالہ جیل راولپنڈی میں اس وقت کتنے قیدی دیت نہ دینے کی وجہ سے بند ہیں، ان کے ناموں اور عرصہ قید سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) ان کے ذمہ دیت کی کتنی رقم بنتی ہے ہر قیدی کی تفصیل الگ الگ بتائیں؟

(ج) کیا حکومت ایسے قیدیوں کو رہا کرنے کے لئے ان کے ذمہ دیت کی رقم کی ادائیگی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری):

(الف) مورخہ 15.09.2013 کو سنٹرل جیل راولپنڈی میں دیت کے عوض تین قیدی مقید ہیں ان کے نام / ولدیت اور قید کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے

(ب) ان قیدیوں کے ذمہ دیت کی کل رقم۔/5830000 روپے ہے ہر قیدی کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے

(ج) ایسے قیدیوں کو حکومت اور مختلف فلاحی تنظیموں کی طرف سے ہر سال عید کے موقع پر فراہم کردہ رقوم کے ذریعے رہا کیا جاتا ہے۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ: محکمہ اطلاعات کے دفتر سے متعلقہ تفصیلات

*3939: جناب امجد علی جاوید: کیاوزیر اطلاعات وثقافت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں محکمہ اطلاعات کے دفتر کی اپنی عمارت موجود ہے یا کرایہ کی بلڈنگ میں کام کر رہے ہیں؟

(ب) محکمہ دفتر کے سالانہ کرایہ کی مد میں کتنی رقم ادا کرتا ہے؟

(ج) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں محکمہ اطلاعات میں کتنے ملازمین فرائض سر انجام دے رہے ہیں، ان کے نام اور سکیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(د) اس وقت ملازمین کی کتنی سیٹیں کون کون سی کب سے خالی ہیں، محکمہ کب تک ان پر تقرری کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلعی دفتر اطلاعات ٹوبہ ٹیک سنگ کی اپنی ذاتی کوئی عمارت موجود نہ ہے اور یہ دفتر کرایہ کی عمارت میں قائم ہے۔

(ب) ضلعی دفتر کے کرایہ کی مد میں مبلغ۔/72000 روپے بطور سالانہ اور مبلغ۔/6000 روپے بطور ماہانہ کرایہ ادا کیا جارہا ہے۔

(ج) ضلع دفتر اطلاعات ٹوبہ ٹیک سنگھ میں اس وقت 6 ملازمین اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

نام ملازم	عہدہ/سکیل	تعداد
انفر مہمان	انفارمیشن آفیسر سکیل(BS-17)	01
امیر علی تبسم	سینئر کلرک(BS-09)	01
محمد زمان	جونیئر کلرک(BS-07)	01
محمد خلیل	ڈرائیور(BS-04)	01
اللہ دتہ	نائب قاصد(BS-01)	01
شہباز علی	چوکیدار(BS-01)	01

(د) ضلع دفتر ٹوبہ ٹیک سنگھ میں فوٹو گرافر کی ایک اسامی مورخہ 03.11.2011 سے خالی ہے۔ یہ اسامی دفتر کے فوٹو گرافر(BS-13) کے تبادلہ کی وجہ سے خالی ہے۔ اس اسامی کو فی الوقت حکومت کی طرف سے عائد کردہ بھرتیوں پر پابندی کی وجہ سے پُر نہیں کیا جا سکتا۔ پابندی ختم ہونے کے بعد اس اسامی کو قواعد وضوابط کے مطابق پُر کیا جائے گا۔

لاہور: کیمپ جیل کے ہسپتال میں ڈاکٹرز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2277: چودھری محمد یوسف کسیلیہ: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیمپ جیل لاہور کے ہسپتال میں کتنے میڈیکل آفیسرز تعینات ہیں اور کتنے بستروں کا ہسپتال ہے؟

(ب) کیا اس میں مریضوں کے لئے زندگی بچانے والی ادویات موجود ہیں؟

(ج) کیا تمام میڈیکل آفیسرز اپنی ڈیوٹی ادا کرتے ہیں اور 24 گھنٹے آن کال جیل سے ملحقہ کالونی میں رہائش گاہوں پر موجود رہتے ہیں؟

(د) اس وقت کتنے پروٹوکول مریض ہسپتال میں داخل ہیں ان کے نام بتائے جائیں؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری):

(الف) اس ضمن میں تحریر خدمت ہے کہ کیمپ جیل لاہور میں دو میڈیکل آفیسر تعینات ہیں۔ ڈاکٹر عماد مسعود صبح 08:00 بجے سے دوپہر 02:00 بجے تک اور ڈاکٹر احمد ذوالفقار دوپہر 02:00 بجے سے رات 08:00 بجے تک جیل میں موجود ہوتے ہیں (ڈاکٹر عماد مسعود کا پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے انتخاب ہو چکا ہے انہوں نے کمشنر بہاولپور ڈویژن کو اپنی joining report جمع کروادی ہے لیکن چونکہ ڈاکٹر عماد مسعود گزشتہ گیارہ ماہ سے کیمپ جیل لاہور میں کام کر رہے ہیں اس لئے ابھی تک ڈاکٹر عماد مسعود کو relieve کیا گیا اور نہ ہی کسی دوسرے ڈاکٹر کی تعیناتی کی گئی ہے۔ ایمرجنسی کی صورت میں ڈاکٹر احمد ذوالفقار میڈیکل آفیسر فوراً جیل ہسپتال میں آجاتے ہیں کل 52 بستروں کا ہسپتال ہے جس میں سے پرانی جیل میں 23 بستروں کا ہسپتال ہے اور نئی جیل میں 29 بستروں پر مشتمل ہسپتال ہے۔

(ب) جیل ہذا پر زندگی بچانے والی تمام ادویات موجود ہیں جیسا کہ:

Inj. Solucartif, Inj. Adrenalin, Inj. Normal Saline, Inj. Dextros Water, Inj. Salbetamol (Ventolin), Tab Angised, Tab. Inderal, Tab. Atenolol Tab. Disprin, Tab. Septran-DS etc.

(ج) جی ہاں! 24 گھنٹے ڈاکٹر احمد ذوالفقار آن کال ہے جیل سے ملحقہ کالونی کی رہائش گاہ میں رہائش پذیر ہے۔

(د) اس وقت جیل کے ہسپتال میں کوئی بھی پروٹوکول مریض داخل نہیں ہے۔

ساہیوال: جیلوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2723: محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ساہیوال میں محکمہ کی کتنی جیلیں کہاں کہاں ہیں؟

(ب) ہر جیل کا رقبہ کتنا ہے۔ کتنا رقبہ پر جیل کی بلڈنگ ہے اور کتنے رقبہ پر کاشتکاری کی جاتی ہے؟

(ج) ہر جیل کی بلڈنگ کتنے کمروں / بیرکوں پر مشتمل ہے؟

(د) ہر جیل میں قیدیوں / حوالاتیوں کی گنجائش کتنی ہے اور ہر جیل میں بند قیدیوں / حوالاتیوں کی تعداد اس وقت کتنی ہے؟

(ہ) ہر جیل کا عملہ کی تعداد، عہدہ و گریڈ وار بتائیں؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری):

(الف) ساہیوال میں ایک جیل سنٹرل جیل ساہیوال ہے۔

(ب) سنٹرل جیل ساہیوال کا کل رقبہ 330 ایکڑ 01 کنال اور 09 مرلہ ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

نام	ایکڑ	کنال	مرلہ
ہائی سکیورٹی جیل	98	00	00
میڈیکل کالج	60	07	09
ٹریننگ انسٹیٹیوٹ	28	05	09
گورنمنٹ سرٹیفائیڈ سکول	10	00	00
جیل بلڈنگ	55	00	00
جیل کالونی و وارڈر لائن	60	00	00
گریڈ سٹیشن	07	00	00
زیر کاشت رقبہ	10	04	11

(ج) سنٹرل جیل ساہیوال میں بیرکوں اور سیلوں کی تعداد درج ذیل ہے۔

بیرک	20
سیلز	272

(د) سنٹرل جیل ساہیوال میں قیدیوں / حوالاتیوں کی گنجائش 1750 ہے جبکہ مورخہ 01-03-2014 کو 3612 اسیران مقید ہیں۔

(ہ) سنٹرل جیل ساہیوال میں ملازمین کی تعداد، عہدہ و گریڈ وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع ننکانہ صاحب: جیل بنانے کی تفصیلات

*3150: ملک ذوالقرنین ڈوگر: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع ننکانہ صاحب میں ڈسٹرکٹ جیل نہ ہے جس کی وجہ سے ضلع شیخوپورہ، لاہور اور فیصل آباد و دیگر اضلاع سے ننکانہ صاحب پیشی پر قیدیوں کو لایا جاتا ہے؟

(ب) مختلف اضلاع سے ہر سال اندازاً کتنے قیدیوں کو تاریخ پیشی پر ننکانہ صاحب لایا جاتا ہے؟

(ج) کیا محکمہ جیل خانہ جات ننکانہ صاحب میں جیل بنانے کا ارادہ رکھتا ہے تو کب تک؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری):

(الف) جی، ہاں! یہ درست ہے کہ ضلع ننکانہ صاحب میں ڈسٹرکٹ جیل نہ ہے جس کی وجہ سے درج ذیل اضلاع سے ننکانہ صاحب پیشی پر قیدیوں کو لایا جاتا ہے

(ب) مختلف اضلاع سے ہر سال ملزمان کی تعداد مختلف ہوتی ہے البتہ اس سال اسیران کی تعداد درج ذیل ہے:

1۔	سنٹرل جیل لاہور	2نفر
2۔	سنٹرل جیل گوجرانوالہ	9نفر
3۔	ڈسٹرکٹ جیل قصور	9نفر
4۔	ڈسٹرکٹ جیل لاہور	15نفر
5۔	ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ	20300/20100نفر
6۔	سنٹرل جیل راولپنڈی	4نفر
7۔	ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد	7نفر
8۔	سنٹرل جیل فیصل آباد	11نفر

(ج) اس سلسلے میں گزارش ہے کہ محکمہ جیل خانہ جات پنجاب ڈسٹرکٹ ننکانہ صاحب میں جیل بنانے کا ارادہ رکھتا ہے اور اس سلسلہ میں تعمیر ڈسٹرکٹ جیل کی سکیم سال 14-2013 کی ADP فارمولیشن میں شامل کی گئی تھی مگر محکمہ ترقیاتی منصوبہ بندی نے اس سکیم کو سالانہ ADP سال 14-2013 میں شامل نہ کیا جبکہ اس سکیم کو نئے منصوبہ جات میں شامل کیا گیا ہے۔ سال 15-2014 کی ADP میں بھی اس سکیم کو شامل کیا جائے گا۔

مزید برآں جیل کی تعمیر کے لئے ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر ننکانہ صاحب کو جگہ مختص کرنے کے لئے ہدایت بھی کر دی گئی ہے۔

گوجرانوالہ: سنٹرل جیل میں قیدی خواتین سے متعلقہ تفصیلات

*3368: چوہدری اشرف علی انصاری: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سنٹرل جیل گوجرانوالہ میں اس وقت کتنی خواتین قیدی ہیں، ان خواتین کے ساتھ کتنے بچے ہیں؟

(ب) جیل انتظامیہ کی طرف سے قیدی خواتین اور بچوں کے لئے کیا کیا سہولیات فراہم کی گئی ہیں؟

(ج) مذکورہ بالا جیل میں خواتین قیدی کن جرائم میں سزایافتہ یا مقدمات میں ملوث ہیں نیز عرصہ قید کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری):

(الف) سنٹرل جیل گوجرانوالہ میں مورخہ 2014۔02۔27 کو 14 قیدی خواتین ہیں اور ان میں سے ایک قیدی عورت کے ہمراہ ایک بچہ جس کی عمر تقریباً چار ماہ ہے۔

(ب) خواتین اسیران کو دیگر قیدیان سے علیحدہ رکھا جاتا ہے خواتین کی فنی تربیت کے لئے سلائی مشینیں مہیا کی گئی ہیں، ٹیلیویژن اور کیرم بورڈ کی سہولت دی گئی ہے۔ مخیر حضرات کی طرف سے موسم کے مطابق کپڑے بھی مہیا کئے جاتے ہیں قیدی خواتین کے بچوں کے کھیلنے کے لئے جھولے، ٹرائی سائیکل، فٹبال، کی سہولیات موجود ہیں اور تمام بچوں کو خصوصی خوراک مہیا کی جاتی ہے جو کہ دودھ اور پھلوں پر مشتمل ہوتی ہے۔

(ج) مورخہ 2014۔02۔27 کو سنٹرل جیل گوجرانوالہ میں 14 قیدی خواتین مقید ہیں جو کہ درج ذیل جرائم مقدمات میں ملوث ہیں قیدی خواتین کے عرصہ قید و مقدمات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ فضیلت زوجہ نذیر (سزائے موت) بجرم 302
2۔ حنیفاں زوجہ حنیف (سزائے موت) بجرم 302
3۔ رضیہ بی بی زوجہ اقبال (سزائے موت) بجرم 302
4۔ تنزیلہ زوجہ افتخار (سزائے موت) بجرم 302
5۔ حسینہ زوجہ خادم حسین (01 سال قید 10 ہزار روپے جرمانہ) بجرم 457/380
6۔ صوبیہ دختر سعید (01 سال قید 10 ہزار روپے جرمانہ) بجرم 457/380
7۔ خالدہ زوجہ رفیق (01 سال قید 50 ہزار روپے جرمانہ) بجرم 9-C
8۔ منظورہ زوجہ لیاقت علی (02 سال 06 ماہ قید 15 ہزار روپے جرمانہ) بجرم 9-C

9۔ ساجدہ زوجہ بشارت علی (25 سال قید 02 لاکھ روپے جرمانہ) بجرم 302
10۔ عشرت جاوید زوجہ عمر شیخ (01 سال 06 ماہ قید 25 ہزار روپے جرمانہ) بجرم C-9
11۔ نسرین زوجہ یاسین (03 سال قید 20 ہزار روپے جرمانہ) بجرم C-9
12۔ روبینہ زوجہ لال دین (25 سال قید 50 ہزار روپے جرمانہ) بجرم 302
13۔ ثریا زوجہ عباس (04 سال قید 29 ہزار روپے جرمانہ) بجرم 346/345
14۔ منور بی بی زوجہ عارف (25 سال قید۔/100000 لاکھ روپے معاوضہ) بجرم C-9

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! میں ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ اس کے ذمہ داران کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بالکل صحیح ہے۔ رانا صاحب! آپ کے سوال مکمل ہو چکے ہیں۔ تشریف رکھیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! آج منسٹر صاحب کا جو روّیہ تھا آپ نے اس بات کو بہت condemn کیا ہے لیکن آپ صرف یہ دیکھیں کہ اگر چھ مہینے کے بعد بھی ایک سوال کا جواب نہیں آ رہا تو گورنمنٹ اور صوبے کے باقی معاملات کس طرح چل رہے ہوں گے؟ ایک وزیر ایک سوال کا جواب دینے کے قابل نہیں ہے تو باقی معاملات کیسے چل رہے ہیں؟

تحاریک استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! میں نے ان سے کہہ دیا ہے۔ اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ پہلی تحریک استحقاق ڈاکٹر نادیہ عزیز صاحبہ کی ہے۔۔۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ ایک ہی تحریک استحقاق ہے اس کے بعد آپ کو موقع دیتا ہوں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں بھی پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک استحقاق کے بعد۔ جی، ڈاکٹر صاحبہ!

یونیورسٹی آف سرگودھا کی سنڈیکیٹ کی میٹنگ میں پرو وائس چانسلر کا معزز ممبران اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیز روّیہ

ڈاکٹر نادیہ عزیز: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مجھے یونیورسٹی آف سرگودھا کی طرف سے مراسلہ نمبر No. Acad/Syndicate 1221/2014-2/ مورخہ 11۔مارچ2014 کو موصول ہوا کہ مورخہ 26۔مارچ 2014 بوقت 10.30 بجے صبح کمیٹی روم ایڈمنسٹریشن بلاک میں سنڈیکیٹ کی میٹنگ میں شرکت کی جائے۔ میں مقررہ وقت وتاریخ پر کمیٹی روم میں پہنچ گئی جب میٹنگ باقاعدہ شروع ہوئی تو اس وقت یونیورسٹی کے وائس چانسلر جو کمیٹی کے چیئرمین بھی ہیں ان کی بجائے پرو وائس چانسلر نے میٹنگ میں بحیثیت چیئرمین شرکت کی تو اس وقت میرے ساتھ دوسرے کمیٹی کے ممبران جن میں ملک محمد وارث کلو، ایم پی اے اور جناب غضنفر عباس چھینہ ایم پی اے بھی شامل تھے۔ انہوں نے یک زباں اس امر کی نشاندہی کی کہ میٹنگ کو صرف وائس چانسلر ہی preside کر سکتے ہیں پرو وائس چانسلر نہیں کر سکتے، جس پر کمیٹی کے کچھ دوسرے ممبران نے بھی اتفاق کیا۔ ہمارے اس مؤقف کے پیش نظر کمیٹی کے ممبران کے متفقہ فیصلہ کی روشنی میں مذکورہ میٹنگ کو مورخہ 31۔مارچ2014 بوقت 10:30 بجے صبح کے لئے مؤخر کر دیا گیا لیکن کچھ دیر بعد ہی وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر محمد اکرم چودھری نے پرو وائس چانسلر ڈاکٹر ظہور الحسن ڈوگر کو فون کرکے اصرار کیا کہ میری چیف منسٹر صاحب سے بات ہو گئی ہے meeting آج ہی ہو گی جس پر پرو وائس چانسلر ڈاکٹر ظہور الحسن ڈوگر صاحب نے کہا کہ جس نے میٹنگ میں بیٹھنا ہے وہ بیٹھے اور جس نے جانا ہے وہ چلا جائے اور ممبران کے ساتھ بدتمیزی کی جس پر ممبران نے بائیکاٹ کیا۔ علاوہ ازیں وائس چانسلر نے مورخہ 28۔مارچ2014 کو انتظامیہ اور اساتذہ کی یونیورسٹی premises میں ہنگامی میٹنگ بلائی جس میں سرگودھا کے ایم پی ایز اور مسلم لیگ (ن) کی سیاسی قیادت کے خلاف نازیبا الفاظ استعمال کئے۔ موصوف وائس چانسلر کے اس روّیہ کی وجہ سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور(جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس تحریک استحقاق میں بڑے serious نوعیت کے allegations ہیں اس لئے میری humble submission ہو گی کہ اس میں صرف دو دن کا ٹائم دیا جائے اس کے بعد محترمہ کی تحریک استحقاق کا جواب دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس تحریک استحقاق کو دو دن کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر مراد راس صاحب! آپ کوئی بات کرنا چاہتے تھے۔

پوائنٹ آف آرڈر

والٹن ائرپورٹ لاہور کو کمرشل بنانے کی بجائے قومی ورثہ بنانے کا مطالبہ

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میرے حلقہ پی پی-152 گلبرگ کے اندر ایک ڈاکا پڑنے لگا ہے Its going to be highway robbery there. میں یہ اہم issue سب کے سامنے لانا چاہتا ہوں کہ وہاں والٹن ائرپورٹ کو ختم کر کے اسے کمرشل بنایا جا رہا ہے۔ اس پر plans بننے شروع ہو چکے ہیں اور ایل ڈی اے نے activity شروع کر دی ہوئی ہے۔ آپ سے استدعا ہے کہ آپ مجھے یہاں پر دو تین منٹ ضرور سنیں کیونکہ میں اس ائرپورٹ کی ہسٹری بتانا چاہتا ہوں۔ 1936 سے یہ ائرپورٹ وہاں چل رہا ہے۔ جب پاکستان بنا تھا تو قائداعظمؒ نے پہلی دفعہ اس ائرپورٹ پر land کیا تھا، اس ائرپورٹ پر قائداعظمؒ کا regular آنا جانا تھا وہاں قائداعظمؒ کے آنے کی پھٹی بھی لگی ہوئی ہے۔ انڈیا سے جو رفیوجیز آئے تھے وہ یہاں پر land کئے گئے تھے وہاں پر رفیوجیز کیمپس لگائے گئے اس کے بعد 1965 اور 1971 کی جنگوں میں پاکستان ائر فورس نے یہ ائرپورٹ استعمال کیا تھا۔ ابھی بھی 2010 تک وہاں پر ریڈارز لگے ہوئے تھے اور پاکستان ائر فورس اسے استعمال کر رہی تھی۔ وہاں پر جو thousands of pilots trained ہوتے ہیں وہ کہاں جائیں گے؟ مجھے پتا ہے کہ یہ فیڈرل معاملہ ہے، مجھے پتا ہے کہ یہ نیشنل اسمبلی میں جانا ہے مگر یہ اس حلقے کے اندر ہو رہا ہے یہ وہاں سے ختم ہو کر پنجاب حکومت کے پاس ہی آنا ہے۔ اگر یہ بل پاس ہو جاتا ہے اور یہ قرارداد پاس ہو جاتی ہے۔ یہ سارا ایل ڈی اے ہی کر رہا ہے۔ پلیز اس پر مجھے دو منٹ بات کر لینے دیں کیونکہ اس جگہ کی ایک history ہے اور اس جگہ کی اس وقت ضرورت ہے۔ علامہ اقبال ائرپورٹ سے زیادہ ٹریفک اس وقت اس ائرپورٹ پر ہے۔ یہاں پر flights کی frequency علامہ اقبال ائرپورٹ سے زیادہ ہے۔ اس کو تو ایک National Heritage بنانا چاہئے لیکن حکومت اس کو National Heritage بنانے کی بجائے مین بلیوارڈ بنانا چاہتی ہے اور اس پر

کمرشل عمارتیں بنانے کا منصوبہ زیر غور ہے۔اس وقت بھی لاہور کے اندر مین بلیووارڈ کے اُوپر جتنی عمارتیں ہیں ان میں پچاس فیصد سے زیادہ خالی پڑی ہوئی ہیں۔صرف سامنے دکانیں ہیں اور پیچھے سب عمارتیں خالی پڑی ہوئی ہیں اس لئے ہمیں مزید عمارتیں بنانے کی کیا ضرورت ہے؟یہ ائر پورٹ National Heritage ہے۔یہاں پر ہمارے راہنما قائداعظم محمد علی جناحؒ کئی مرتبہ land کر چکے ہیں۔یہ ان کا personal ائرپورٹ تھااس لئے میں کہوں گا کہ اس ائرپورٹ کو National Heritage بنایا جائے۔اس ائرپورٹ کو ختم کر کے کمرشل عمارتیں نہیں بنانی چاہئیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب!یہ نوٹ کریں۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!یہ hearsay evidence ہے۔میری ان سے humble submission ہوگی کہ یہ تحریری طور پر کوئی تحریک دیں تو پھر اس حوالے سے ہم باقاعدہ طور پر جواب منگوالیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر مراد راس صاحب!آپ اس حوالے سے کوئی تحریک جمع کروادیں۔اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،فرمائیں!

جناب آصف محمود: جناب سپیکر!میری ایک تحریک استحقاق ہے جو کہ میں نے پچھلے محرم میں جمع کرائی تھی اور اب اگلا محرم آرہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آصف محمود صاحب!آپ کی یہ تحریک میرے پاس تو نہیں آئی۔میں اس بارے میں معلوم کر لیتا ہوں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر!میں نے کئی مرتبہ گزارش کی ہے اور آپ سے ذاتی طور پر بھی ملا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے علم میں نہیں ہے۔آپ میرے پاس تشریف لے آئیں میں اس تحریک کو منگوالوں گا۔

جناب آصف محمود: اس بارے میں کس سے پوچھا جائے؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اجلاس کے بعد میرے پاس تشریف لے آئیں۔ کل بھی میں آپ کا انتظار کرتا رہا ہوں لیکن آپ نہیں آئے۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میں کئی مرتبہ آیا ہوں اور اب محرم پھر آ رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آصف محمود صاحب! کل آپ نے ڈاکٹر والے issue کے اُوپر بات کرنے کے لئے میرے پاس آنا تھا اور میں آپ کا آدھ گھنٹہ انتظار کرتا رہا لیکن آپ نہیں آئے۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میں آیا تھا لیکن آپ اُس وقت مصروف تھے اور آج میں دوبارہ آپ کے پاس حاضر ہو جاؤں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ تشریف لائیں۔ Most welcome.

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

پنجاب ووکیشنل کونسل کے تحت چلنے والے اداروں میں مسلم طالب علموں کو ملنے والی سہولیات غیر مسلم طالب علموں کو بھی دینے کا مطالبہ

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں ایک انتہائی اہم معاملہ کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتی ہوں۔ میں اس پر کل بات کرنا چاہتی تھی لیکن آپ نے مجھے بات کرنے کے لئے وقت نہیں دیا۔ اس وقت ہمارے وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور ایوان میں بیٹھے ہوئے ہیں تو میں آپ کی وساطت سے ان سے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ پنجاب بھر میں Punjab Vocational Training Council کے تحت تقریباً 170 ادارے چل رہے ہیں جو کہ بڑا اچھا کام کر رہے ہیں اور میں نے ان کا visit بھی کیا ہے۔ ان اداروں میں غیر مسلم شہریوں کو داخلہ لینے کی سہولت میسر نہیں۔ جب میں وہاں پر گئی اور ان کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر سے پوچھا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ یہ ادارے زکوٰۃ کے پیسوں سے بنے ہیں اور یہاں بچوں کو وظائف زکوٰۃ کی مد میں ملتے ہیں جس کی وجہ سے غیر مسلم طالب علم اس سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔ اسی طرح سے کارڈیالوجی میں ایک Heart Saver Programme چل رہا ہے۔ یہ بھی زکوٰۃ کے پیسوں سے چل رہا ہے اور اس سے غیر مسلم استفادہ نہیں کر سکتے۔ میں یہ استدعا کروں گی کہ غیر مسلم بھی پاکستان کے شہری ہیں اور حکومت پابند ہے کہ ان کے لئے بھی اسی طرح کی سہولتیں مہیا

کرے۔ اگر زکوٰۃ کی رقم سے غیر مسلم فائدہ نہیں اُٹھا سکتے تو بیت المال کی رقم سے ان کو یہ سہولتیں مہیا کی جائیں۔ ہم ٹیکس ادا کرتے ہیں لہذا بیت المال کی مد سے ایسے اداروں میں غیر مسلم شہریوں کے لئے بھی یہ تمام سہولتیں مہیا کی جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میری بہن کی بات بالکل درست ہے کہ زکوٰۃ غیر مسلموں پر لاگو نہیں ہوتی۔ اس کے لئے ہم نے کوشش کی ہے کہ جہاں پر یہ ٹریننگ ہو رہی ہے وہاں بیت المال کے کاؤنٹر بنائے جائیں۔ اسی طرح ہم نے مختلف ہسپتالوں میں بھی بیت المال کے کاؤنٹر بنائے ہیں تاکہ بیت المال کے پیسے غیر مسلم شہریوں پر خرچ ہو سکیں۔

جناب سپیکر! میں معزز ممبر اور اپنی قابل احترام بہن سے کہوں گا کہ وہ اپنے تمام deep concerns کے حوالے سے میرے ساتھ بیٹھ کر بات کر لیں۔ محترمہ نے Punjab Vocational Training Council کے حوالے سے جو point raise کیا ہے میں یہ وزیر اعلیٰ صاحب کے نوٹس میں لاؤں گا تاکہ ان 170 انسٹیٹیوٹس کے اندر غیر مسلم طالب علم بھی بیت المال کی رقم سے تعلیم حاصل کر سکیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ علاؤالدین کی تحریک التوائے کار نمبر 195/14 ہے۔ یہ پچھلے اجلاس میں پڑھی جا چکی ہے اور اس کا جواب آنا تھا۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! محترم شیخ علاؤالدین کی اس تحریک التوائے کار کے حوالے سے میری humble submission ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کا اختیار ہے کہ آپ اس تحریک التوائے کار کو next week, next session or next year تک کے لئے pending کر دیں اور مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ یہ ڈی این اے ٹیسٹ کا issue ہے اور خواتین کا انتہائی اہم معاملہ ہے۔ اب اس کو تین مہینے گزر گئے ہیں تو ایوان کو یہ بتایا جائے کہ اس کا جواب دینے میں مزید کتنا وقت چاہئے؟

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! Monday والے دن آپ اس تحریک التوائے کار کا جواب دیں گے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جی، بہتر ہے Monday کو اس تحریک التوائے کار کا جواب آ جائے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! دیکھ لیں، منسٹر امرت دھارا اس کا جواب دے دیں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے منسٹر صاحب کو پابند کیا ہے کہ وہ Monday والے دن اس تحریک کا جواب دیں گے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 210/14 شیخ علاؤالدین صاحب اور محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کی طرف سے ہے۔ اس تحریک التوائے کار کا جواب آنا تھا۔

یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی ٹیکسلا کے لئے خریدی گئی زمین پر ارباب اختیار کی بدنیتی کی بناء پر مزید بیس کروڑ روپے کی ادائیگی کا انکشاف

(---جاری)

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! شیخ علاؤالدین اور محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کی طرف سے یہ تحریک التوائے کار یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی ٹیکسلا کی بابت پیش کی گئی ہے۔ میں اس کا جواب عرض کرتا ہوں۔

(1) یہ کہ سال 2002 میں گورنر پنجاب/ چانسلر کی ہدایت پر یونیورسٹی نے رقبہ تعدادی 397 کنال واقع موضع گانگو بہادر تحصیل ٹیکسلا ضلع راولپنڈی برائے داخلی راستہ و توسیع یونیورسٹی کی کارروائی بمطابق قانون شروع کی۔

(2) یہ کہ اراضی مندرجہ بالا لینڈ ایکوزیشن ایکٹ 1984 کے تحت لینڈ ایکوزیشن کلکٹر تحصیل ٹیکسلا کے ایوارڈ نمبری 287 مورخہ 18-06-2004 کے تحت حاصل کی اور اس کا قبضہ بھی حاصل کر لیا۔ اس وقت حاصل شدہ اراضی یونیورسٹی ہذا کے زیر استعمال ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! 1984 کا کوئی لینڈ ایکوزیشن ایکٹ نہیں ہے۔ منسٹر صاحب کو کہیں کہ اس پر شرط لگالیں۔ یہ The Land Acquisition Act,1894 ہے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس میں اگر کوئی clerical or typographical mistake ہے تو
I will take the notice of that. I am thankful to Sheikh Sahib.

جناب قائم مقام سپیکر: اس غلطی کو درست کر لیا جائے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو):

(3) دوران کارروائی ایوارڈ درج بالا اراضی مالکان نے لینڈ ایکوزیشن کلکٹر کو اعتراضات پیش کئے کہ زمین کی قیمت کم لگائی گئی ہے حالانکہ زمین اندرون حدود تحصیل ایڈمنسٹریشن ٹیکسلا واقع ہے۔ لینڈ ایکوزیشن کلکٹر نے اعتراضات اراضی مالکان یہ کہہ کر مسترد کر دیئے کہ ڈسٹرکٹ پرائس کمیٹی اراضی درج بالا کی قیمت کا تعین کر چکی ہے اور بورڈ آف ریونیو بھی اس کو منظور کر چکا ہے لہذا قیمت اراضی مندرجہ بالا نہیں بڑھائی جا سکتی۔ اس طرح لینڈ ایکوزیشن کلکٹر نے ڈسٹرکٹ پرائس کمیٹی کی تعین شدہ قیمت پر ایوارڈ نمبر 287 مورخہ 18-06-2004 جاری کر دیا جس میں حاصل شدہ اراضی کی قیمتیں درج ذیل تعین کی گئیں:

1۔	نہری زمین	-/30500 روپے فی کنال
2۔	چاہی زمین	-/96500 روپے فی کنال
3۔	میرا زمین	-/62000 روپے فی کنال
4۔	بنجر قدیم زمین	-/54500 روپے فی کنال
5۔	غیر ممکن زمین	-/12500 روپے فی کنال

(4) اراضی مالکان نے سینئر سول جج راولپنڈی کی عدالت میں حاصل شدہ اراضی کی قیمت بڑھانے کے لئے بارہ عدد ریفرنس دائر کر دیئے جس میں صوبہ پنجاب، ڈسٹرکٹ کلکٹر، لینڈ ایکوزیشن کلکٹر کے علاوہ یونیورسٹی ھذا کو بھی فریق بنایا گیا۔ مندرجہ بالا مقدمات میں محکمہ مال کے لینڈ ایکوزیشن کلکٹر کے خلاف استدعا کی گئی کہ اُس نے حاصل شدہ اراضی کی قیمت کا تعین کم کیا ہے لہذا حاصل شدہ اراضی کی مارکیٹ کے مطابق قیمت دی جائے۔

(5) مقدمے کی کارروائی کے دوران سینئر سول جج راولپنڈی کی عدالت میں فریق اوّل صوبہ پنجاب بذریعہ ڈی سی او راولپنڈی، فریق سوئم ڈسٹرکٹ کلکٹر/ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو راولپنڈی اور فریق چہارم لینڈ ایکوزیشن کلکٹر/ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو راولپنڈی نے مقدمے کی پیروی نہ کی جبکہ فریق دوئم یونیورسٹی ہذا کی طرف سے وقتاً فوقتاً مقدمے کی پیروی کی گئی۔ بالآخر عدالت نے فریقین کی عدم حاضری و عدم دلچسپی کی بناء پر مورخہ 7۔ ستمبر 2010 کو یکطرفہ ex-party فیصلے سائلان کے حق میں دے دیئے۔

(6) یونیورسٹی کی موجودہ انتظامیہ نے جب ستمبر 2010 میں چارج سنبھالا اور مندرجہ بالا یکطرفہ فیصلے موجودہ انتظامیہ کے علم میں آئے تو انہوں نے بغیر وقت ضائع کئے عدالت عالیہ (ہائی کورٹ) میں مندرجہ بالا فیصلوں کے خلاف اپیلیں کیں۔ تقریباً سوا سال کی عدالتی کارروائی (جس کی یونیورسٹی ہذا نے بھرپور پیروی کی) کے بعد عدالت عالیہ نے سینئر سول جج راولپنڈی کے فیصلہ کو یہ کہتے ہوئے برقرار رکھا کہ:

(الف) فریقین کو سینئر سول جج کی عدالت میں اپنا مؤقف پیش کرنے کا کافی موقع دیا گیا۔

(ب) سینئر سول جج کا فیصلہ منطقی ہے جس میں کوئی قانونی سقم موجود نہیں۔

(ج) مذکورہ زمین POF/PMO/HIT/HMC اور اٹامک انرجی کے نواح میں ٹیکسلا کی شہری حدود میں واقع ہے لہذا زمین کی مارکیٹ ویلیو کو مدنظر رکھتے ہوئے نئی متعین شدہ قیمت کم ہو سکتی ہے زیادہ ہرگز نہیں۔

جناب سپیکر! عدالت عالیہ کے فیصلے سے اتفاق کرتے ہوئے معاملے کے قانونی، مالی، انتظامی اور فنی پہلوؤں اور دیگر جزئیات کے تفصیلی جائزہ لینے کے بعد حکومت پنجاب زمین کی نئی متعین شدہ قیمت کا نصف گرانٹ کی شکل میں منظور کر چکی ہے جبکہ باقی نصف یونیورسٹی کو اپنے ذرائع سے پورا کرنے کا کہا گیا ہے۔ چونکہ اُس سنڈیکیٹ کے بہت سارے ممبران کی مدت مکمل ہو جانے کی وجہ سے غیر فعال تھی لہذا یونیورسٹی اور سنڈیکیٹ کو فعال بنانے کے لئے سیکرٹری ہائر ایجوکیشن حکومت پنجاب کو بذریعہ خط نمبر UET/MCVC/10/89 مورخہ 24۔ ستمبر 2010 کو سنڈیکیٹ کے ممبران کی نامزدگی کی منظوری کی درخواست دی اور مورخہ 30۔ نومبر 2011 کو ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ حکومت پنجاب نے ممبران کی نامزدگی کا نوٹیفکیشن جاری کیا اور مورخہ 31۔ جنوری 2012 کو نئی سنڈیکیٹ کے پہلے اجلاس نمبری 30/2012 کا انعقاد ہوا۔ وائس چانسلر صاحب نے سنڈیکیٹ کو مندرجہ بالا حاصل شدہ اراضی کے مقدمات اور فیصلوں کے متعلق تفصیل سے آگاہ کیا۔

جناب سپیکر! عدالت عالیہ کے فیصلوں کے متعلق سنڈیکیٹ کے اجلاس نمبر 31/2012 میں بھی ممبران کو آگاہ کیا گیا۔ سنڈیکیٹ کی ہدایت پر یونیورسٹی نے آنرایبل سپریم کورٹ میں اپیلیں دائر کیں جن میں ابھی فیصلہ آنا باقی ہے اور یہ subjudice ہے۔ اراضی مالکان نے مختلف درخواستیں برائے اجراء ڈگریاں سینئر سول جج راولپنڈی کی عدالت میں دائر کر دی ہیں جن میں یونیورسٹی باقاعدہ حاضر ہو کر اپنا مؤقف پیش کر رہی ہے لیکن صوبہ پنجاب، ڈسٹرکٹ کلکٹر اور لینڈ ایکوزیشن کلکٹر میں سے ابھی کوئی حاضر نہیں ہوا۔ یونیورسٹی سنڈیکیٹ نے اپنے اجلاس نمبری 36/2013 مورخہ 18۔ دسمبر 2013 میں باقاعدہ ایک تحقیقاتی کمیٹی تشکیل دی ہے جو کہ عدالتی ریکارڈ کی کارروائی کا تفصیلی جائزہ لے کر ان وجوہات اور عدم پیروی کے ذمہ داران کا تعین کرے گی جو سینئر سول جج راولپنڈی کی عدالت سے یونیورسٹی و دیگر کے خلاف یکطرفہ فیصلہ کا باعث بنے۔ شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے اتنی لمبی کہانی بتائی اور اُس کے اندر صرف دو فقرے jest تھے وہ فقرے یہ تھے کہ خود وزیر موصوف نے ابھی ایوان کے سامنے admit کیا کہ سینئر سول جج کا فیصلہ ex-party تھا، collusive تھا اور تین سال تک اپیل نہیں کی گئی۔ آپ Limitation Act

نکال کر دیکھ لیں، اس کا کچھ نہیں بننا، یہ نقصان ہو چکا ہے اس میں کسی ہائی کورٹ / سپریم کورٹ نے اب relief نہیں دینا۔ انہوں نے خود بھی ابھی ایوان کے سامنے مانا ہے اور یہی میرا مؤقف تھا کہ جن لوگوں نے limitation expiate کرایا اُن کے خلاف کیا کارروائی ہوئی؟ یہ ex-party order ہی اس لئے لیا گیا کہ اس کی limitation کو barred کیا جائے تاکہ کوئی عدالت under the Limitation Act اس کے اندر involve ہی نہ ہو سکے اور اسی لئے انہوں نے with the direction, remand کیا۔ میں نے وہ فیصلہ نہیں پڑھا لیکن ابھی منسٹر صاحب نے کہا کہ with the direction کہ اب سینئر سول جج اس کو دوبارہ دیکھے۔ وہ time barred کے بعد کیسے دیکھ سکتا ہے؟ میں یہی چیز بتانا چاہتا تھا اب آپ اس کا جو چاہیں کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر صاحب!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں شیخ صاحب کا شکر گزار ہوں۔ آپ بھی جانتے ہیں، شیخ صاحب بھی جانتے ہیں اور میں بھی جانتا ہوں کہ یہ جو Limitation Act ہوتا ہے. There are so many dictums of Supreme Court. کہ بہت سارے کیسوں میں اگر limit cross بھی کر جائے If there are clauses with reasons. کہ یہ limit اس وجہ سے cross ہوئی ہے چونکہ ابھی یہ معاملہ subjudice ہے تو جب تک اس کے اوپر فیصلہ نہیں آتا آپ مجھے بتا دیں کہ میں سپریم کورٹ کی domain کو چیلنج کر سکتا ہوں؟

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، بالکل نہیں۔ اس تحریک التوائے کار کا جواب آ چکا ہے لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر اس کیس میں جان ہوتی تو ہائی کورٹ اس کیس کو remand نہ کرتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار نمبر 211/14 شیخ علاؤالدین صاحب اور محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کی ہے۔ جی، وزیر صاحب!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو next weak تک pending فرما دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس تحریک التوائے کار کو Monday تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 219/14 سردار وقاص حسن مؤکل صاحب کی ہے۔ جی، وزیر صاحب!

شوگر ملز مالکان کی جانب سے کرشنگ سیزن لیٹ کرنے سے کسانوں کو پریشانی کا سامنا

(۔۔۔ جاری)

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! ضلع قصور میں تین شوگر ملز واقع ہیں جنہوں نے گنے کے کاشتکاروں کی ادائیگی 15-03-2014 کو SER-II کی رپورٹس کے مطابق مجموعی طور پر 91.24 فیصد کر دی ہے اور SER reports کی کاپیاں لف ہذا ہیں اگر سردار وقاص حسن موکل صاحب دیکھنا چاہیں تو وہ میرے پاس موجود ہیں۔ جہاں تک کرشنگ سیزن لیٹ ہونے کا تعلق ہے تو پنجاب شوگر فیکٹری اور پرائس کنٹرول جو کہ فیکٹریز کنٹرول ایکٹ 1950 کی شق نمبر 8 کے تحت تمام شوگر ملز 30۔ نومبر تک کرشنگ شروع کرنے کی پابند ہیں اور اُس کی کاپی بھی میرے پاس موجود ہے۔ ضلع قصور کی برادرز شوگر ملز نے 25-11-13، مکہ شوگر ملز نے 20-11-13 اور پتوکی شوگر ملز نے 25-11-13 کو قانون کے مطابق کرشنگ شروع کر دی تھی۔ پنجاب کی شوگر ملز نے مورخہ 19-03-14 تک 2 کروڑ 97 لاکھ 17 ہزار 499 میٹرک ٹن گنا سابقہ سال سے زیادہ crush کیا اور اس گنے کی اتنی زیادہ چینی تیار ہوئی۔ پنجاب کی تمام شوگر ملز نے گنے کے کاشتکاروں کی مجموعی ادائیگی 15-03-2014 کی رپورٹ کے مطابق 89.59 فیصد کر دی ہے جس کی تفصیل بھی میرے پاس موجود ہے۔

جناب سپیکر! اس حوالے سے پنجاب کی تمام شوگر ملز کو گورنمنٹ کے مقرر کردہ نرخ مبلغ -/170 روپے فی چالیس کلو گرام پر کاشتکاروں سے گنا خریدنے کا پابند کیا گیا۔ محترم وزیر اعلیٰ پنجاب کی مقرر کردہ کمیٹی کے نوٹیفکیشن مورخہ 6۔ ستمبر 2013 کی سفارشات کے مطابق امسال گنے کی قیمت بڑھائی گئی ہے اور نہ ہی کم کی گئی ہے۔ کاپی نوٹیفکیشن کمیٹی وقیمت گنا لف ہے۔ کسانوں کے بقایاجات کی ادائیگی کے لئے کین کمشنر / ایڈیشنل کین کمشنر متحرک ہیں۔ مزید برآں گنے کے کاشتہ اضلاع میں کسانوں کے مفادات کے تحفظ کے لئے شوگر ملز کی جانب سے گنے کی خریداری کے عمل میں بہتر نگرانی و جائزہ کے لئے متعلقہ ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسرز کی سربراہی میں ڈسٹرکٹ شوگر کین پرچیز مانیٹرنگ اینڈ ایگزامیننگ کمیٹیاں قائم کی گئی ہیں جو کہ گنے کی خریداری کے دوران وزن اور تول کے پیمانے اور کنڈے درست رکھنے کو یقینی بناتی ہیں۔ اگر کوئی شوگر ملز گنا خریدتے وقت کاشتکاروں کو حکومت پنجاب کے مقرر کردہ نرخ سے کم قیمت یا گنا خریدتے وقت وزن میں کمی کرے تو اس بابت تحریری شکایت برائے قانونی

کارروائی و فوری ازالے کے لئے متعلقہ ڈویژنل کمشنر/ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر اور ایڈیشنل کمشنر یا متعلقہ اسسٹنٹ کمشنر کے دفتر میں داخل کرائی جا سکتی ہے۔ آدم شوگر ملز بہاولنگر کے خلاف شکایت موصول ہوئی تھی جس کے متعلق چار ممبران پر مشتمل کمیٹی بہاولنگر میں انکوائری کر رہی ہے۔ رپورٹ آنے پر بمطابق قانون ضابطہ کارروائی کی جائے گی۔ پنجاب میں کنڈا جات کا معائنہ اور اُن کے خلاف کئے گئے اقدامات کی تفصیل بھی میرے پاس موجود ہے اگر ایوان دیکھنا چاہے تو I am ready to express and show them. گنے کے رقبہ میں 25 فیصد کمی کا اندیشہ نہ ہے۔ فصل تقریباً سابقہ سال کے مطابق ہے بہر حال کمی بیشی کا صحیح اندازہ محکمہ زراعت کے first estimate جو کہ اپریل میں متوقع ہے، آنے کے بعد ہی کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر! مزید برآں گنے کے کاشتکار اور اُن کی بھلائی کے لئے محکمہ خوراک پنجاب کے دفتر میں بھی ایک صوبائی شکایت سیل قائم ہے۔ رابطہ نمبر 99212805-042 پر صبح 8 بجے سے شام 4 بجے تک شکایت درج کرائی جا سکتی ہے۔ ان تمام کارروائیوں کی تشہیر گنے کے زمینداروں کی آگاہی کے لئے بذریعہ اشتہار اخبار بھی ہے جو کہ ہمارے پاس موجود ہے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس تحریک التوائے کار پر detailed جواب آ گیا ہے لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میں نے آپ کی وساطت سے ایوان سے یہ کہنا ہے کہ وزیر موصوف نے جو اتنی لمبی تقریر کی ہے اس کی کوئی written copy میرے پاس بھی آ جاتی تو میں بھی اس کو دیکھ لیتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر صاحب! اس تحریک کا written جواب اور پوری detail سردار صاحب کو دے دیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ کل گورنر ہاؤس میں وزیر موصوف، شیخ علاؤالدین، کین کمشنر پنجاب اور میری ملاقات ہوئی ہے۔ کل کی ملاقات میں جو statistics بتائے گئے ہیں اور جو statistics آج یہاں پر بتائے گئے ہیں اُن کے اندر زمین آسمان کا فرق ہے۔ وزیر صاحب اور شیخ صاحب بھی بیٹھے ہیں آپ confirm کر لیں۔ میں یہ بات نہیں کروں گا کہ وہ کیا تھا، یہ کیا ہے؟

یہاں پر بات کرنے کا میرا مقصد صرف یہ ہے کہ ایک جواب اور ہے، دوسرا اور ہے تو ہم کون سی بات مانیں۔ انہوں نے اپنی ساری بات کے اندر یہ لکھا ہے کہ کسان کے لئے بہتر سے بہتر اقدامات کئے جا رہے ہیں جس کے لئے ذیلی کمیٹیاں بنی ہیں۔ کل آپ کے ہی ایک ایم پی اے نے کہا کہ پورے ضلع خوشاب کے اندر کنڈے ہی نہیں ہیں تو وہ کمیٹیاں کیا کر رہی ہیں تو اب ہم کس کا جواب مانیں؟ آپ کے اُس ایم پی اے کی بات کو مانیں کہ جو کہہ رہے ہیں کہ کنڈے ہی نہیں ہیں یا ان کی بات مانیں کہ جو ڈی سی اوز ضلعی کمیٹیوں کے ذریعے کر رہے ہیں۔ اس میں سب سے بڑا مسئلہ کاشتکاروں کی payment کا ہے۔ انہوں نے 87 فیصد بتایا ہے اور کل کی میٹنگ میں 93 فیصد بتایا گیا تھا۔ اب یہ بتایا جائے کہ کون سی percentage ٹھیک ہے؟ Payment تو ابھی بھی نہیں ہوئی اور post-dated cheques ہیں۔

جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ اگر کسان کو پیسے ہاتھ ہی میں نہیں ملے تو میں پانچ سال بعد بھی کر لوں، بیس سال بعد بھی کر لوں گا تو یہ تو کوئی بات نہیں ہے۔ کین کمشنر نے on record یہ بات acknowledge کی کہ اس کے پاس یہ authority یا power ہی نہیں کہ وہ جا کر ان کے ریکارڈ چیک کر سکے کہ actual payment post-dated cheques پر ان کو کی گئی ہے۔

جناب سپیکر! میری آخری request یہ ہے کہ اگر ہم یہاں آ کر ایک مسئلہ کو highlight کر رہے ہیں تو ہمیں اس کا حل بھی چاہئے نہ کہ ہمیں تقاریر چاہئیں۔ میں بھی تقریر کرنے کو تیار نہیں ہوں لیکن جو issue ہے اس کو تو حل کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں۔ میں اس تحریک التوائے کار کو disposed of کر چکا ہوں۔ اس پر بحث نہیں ہو سکتی لیکن وزیر خوراک یہاں پر موجود ہیں۔ آپ ان کی ایک منٹ بات سن لیں۔ جی، بلال یٰسین صاحب!

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! یہ میرے علم میں ہے کہ آج سے دو دن پہلے یہاں پر گنے کی قیمت پر کافی شور تھا۔ میں اس وقت لاہور میں نہیں تھا کیونکہ میں wheat procurement کے سلسلے میں پچھلے ایک مہینے سے پنجاب کے tour پر ہوں۔ یہاں کل Chair نے ایک decision لیا تھا۔ ہماری گورنر ہاؤس میں میٹنگ ہوئی وہاں موصوف بھی موجود تھے۔ اس میں کچھ figures exchange کی گئی تھیں، اس میں شیخ صاحب نے بھی اپنی reservation show کی تھی کہ post-dated cheques دیئے جاتے ہیں۔ آج میں ایوان میں آنے سے پہلے میٹنگ کر کے آیا ہوں۔ میں، میرے سیکرٹری اور کین کمشنر بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم نے ان کو کہا تھا کہ ہم

bound ہیں اور دو دن بعد آپ ہم سے ساری reports لے سکتے ہیں۔ انہوں نے وہاں پر principally agree کیا تھا کہ ٹھیک ہے کہ آپ ہمیں reports دے دیں۔ بہر حال میں یہ on record لانا چاہتا ہوں اور اس وقت figure میں نہیں جانا چاہتا کہ کون سی figure ٹھیک ہے، وہ 90 فیصد ٹھیک ہے یا 96 فیصد ٹھیک ہے مگر یہ ضرور کہتا ہوں کہ پچھلے سال سے اس وقت ہماری figures improved ہیں۔ شیخ صاحب کے ساتھ یہ چیز طے ہو چکی ہے کہ ہم bound ہیں کہ دو دن میں actual figures ان کے سامنے رکھیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ اس پر بیٹھ کر مزید بات کر لیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 220/14 شیخ اعجاز احمد صاحب کی ہے۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک محمد احمد خان صاحب! No, no! اس پر مزید کوئی بحث نہیں ہوگی۔ میں اس کے بعد آپ کو وقت دوں گا۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! شیخ اعجاز صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 220 یونیورسٹی آف ایجوکیشن لاہور کی بابت ہے جو کہ پڑھی جا چکی ہے۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک محمد احمد خان صاحب! آپ please تشریف رکھیں۔ میں اس کے بعد آپ کو وقت دوں گا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر ملک محمد احمد خان احتجاجاً واک آؤٹ کر کے ایوان سے باہر چلے گئے)

یونیورسٹی آف ایجوکیشن میں وائس چانسلر کا نااہل اور من پسند افراد کو بھرتی کرنا

(---جاری)

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ یونیورسٹی آف ایجوکیشن ٹیچرز ٹریننگ کی ملک بھر میں پہلی پیشہ وارانہ یونیورسٹی ہے اور یونیورسٹی انتظامیہ حتی المقدور بہترین اور اہل افراد کا تقرر کرتی ہے۔ جہاں تک یونیورسٹی کے تین اہم عہدیداروں کا تعلق ہے اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

جناب سپیکر! خازن(Treasurer) میاں محمد عارف جن کی تعلیمی قابلیت M.Com ہے، 2006 میں بطور ایڈیشنل ڈائریکٹر / ایڈیشنل خازن بذریعہ سلیکشن بورڈ select ہوئے اور مجاز اتھارٹی سنڈیکیٹ نے ان کا تقرر نامہ جاری کیا۔ اس کے بعد عزت مآب جناب گورنر / چانسلر یونیورسٹی آف ایجوکیشن نے گورنمنٹ کی سفارش پر ان کو خازن کا اضافی چارج عطا کیا۔ میاں محمد عارف کو ان کی درخواست پر 55 دن رخصت دی گئی جس کی وجہ سے مسٹر زاہد محمود جو کہ فنانس میں ایم بی اے کی ڈگری رکھتے ہیں کو عارضی طور پر چارج دیا گیا ہے۔ اب میاں محمد عارف رخصت سے واپس آ چکے ہیں لہذا Treasury Office ان کی زیر نگرانی کام کر رہا ہے۔ جہاں تک رجسٹرار اور کنٹرولر کا تعلق ہے تو ان اسامیوں بشمول خازن کو مشتہر کیا گیا جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔ ان اسامیوں کو مورخہ 12۔ اگست 2011، مورخہ 15۔ مارچ 2012، مورخہ 26۔ مارچ 2012، مورخہ 18۔ جون 2012 اور مورخہ 9۔ دسمبر 2012 کو مشتہر کیا گیا مگر تینوں بار یونیورسٹی قواعد و شرائط پر پورا اترنے والے موزوں امیدواران کے پینل دستیاب نہ ہوئے کیونکہ ہر اسامی کے لئے قواعد کے مطابق تین افراد پر مشتمل پینل گورنمنٹ کے ذریعے جناب گورنر / چانسلر کو منظوری کے لئے بھیجا جانا ضروری ہے۔ اس بارے میں سرچ کمیٹی کی رپورٹ بھی حکومت پنجاب کو بھجوائی گئی تھی جو کہ میرے پاس موجود ہے۔ سرچ کمیٹی ڈاکٹر فیض الحسن وائس چانسلر / چیئرمین، پروفیسر ڈاکٹر شیخ امتیاز علی، سابق وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی، قائداعظم یونیورسٹی اور چیئرمین یونیورسٹیز گرانٹس کمیشن، پروفیسر ڈاکٹر خیرات ابن رسا سابق وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی اور بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی جیسے تجربہ کار اور قابل احترام شخصیات پر مشتمل ہے۔ سرچ کمیٹی نے ایک دفعہ پھر اشتہار دینے کا حکم دیا اور اب مورخہ 5۔ فروری 2014 کو اشتہار دیا گیا ہے۔ وصول شدہ درخواستیں سرچ کمیٹی سلیکشن بورڈ کے سامنے پیش کر دی جائیں گی اور عزت مآب گورنر پنجاب / چانسلر کی حتمی منظوری کے لئے بذریعہ گورنمنٹ اہل افراد پر مشتمل پینل بھجوائے جائیں گے۔

جناب سپیکر! جہاں تک اسسٹنٹ پروفیسرز اور لیکچرارز کی تقرری کا تعلق ہے تو یہ میرٹ اور قواعد کے مطابق کی جاتی ہیں۔ اس وقت یونیورسٹی آف ایجوکیشن کا سلیکشن بورڈ مندرجہ ذیل نامور، تجربہ کار اور ایماندار شخصیات پر مشتمل ہے۔ اس میں ڈاکٹر فیض الحسن وائس چانسلر / چیئرمین، پروفیسر ڈاکٹر شیخ امتیاز علی، سابق وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی، قائداعظم یونیورسٹی اور چیئرمین یونیورسٹیز گرانٹس کمیشن، آنرایبل ریٹائرڈ مسٹر جسٹس فرخ عرفان علی خان ممبر، پروفیسر ڈاکٹر بشریٰ متین

سابق وائس چانسلر لاہور کالج فار وومن یونیورسٹی ممبر، مسٹر جسٹس محمد اکرم بیٹو سابق جج لاہور ہائیکورٹ لاہور اور چیئرمین سروس ٹربیونل ممبر ہیں۔ان مندرجہ بالا ممبران کی موجودگی میں میرٹ کے خلاف بھرتی ناممکن اور بعداز قیاس ہے۔ ان حوالوں سے میں سمجھتا ہوں کہ اس تحریک التوائے کار کو dispose of فرمایا جائے۔اس high level اور high repute کی شخصیات کے ہوتے ہوئے کسی قسم کی misappropriation یا embezzlement نہیں ہو سکتی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 226/14 جناب احمد خان بھچر کی طرف سے ہے۔

ٹی ایم اے دریاخان میں کرپشن اور رشوت ستانی کا بازار گرم

(---جاری)

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار سے متعلق تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن دریا خان سے رپورٹ موصول ہوئی ہے۔ ٹی ایم اے دریا خان اگست 2001 میں قائم ہوئی۔ TO P&C کی سیٹ مسلسل خالی پڑی ہے البتہ TO I&S کو عارضی چارج دے کر کام چلایا جا رہا ہے۔ 2013 سے مسلسل TO I&S کی سیٹ بھی خالی پڑی ہے اس لئے نقشہ جات کی منظوری میں رکاوٹ پیش آ رہی ہے۔ سال 13-2012 اور 14-2013 میں کمرشل و رہائشی نقشہ جات کی فیس ٹی ایم اے فنڈ میں جمع ہو چکی ہے۔ سال 13-2012 میں کمرشل نقشہ جات کی تعداد 4 اور رہائشی نقشہ جات کی تعداد 28 تھی۔ اس کے علاوہ سال 14-2013 میں صرف ایک کمرشل نقشہ التواء میں ہے جیسے ہی TO P&C کی تقرری ہو گی نقشہ جات کی فوری منظوری دے دی جائے گی، کچھ نقشہ جات پر ایڈمنسٹریٹر ٹی ایم اے کے دستخط ہونا باقی ہیں۔ان پر دستخط کروا کر تمام نقشہ جات کو متعلقہ افراد کو جاری کر دیا جائے گا۔ مورخہ 18-3-2014 کو خضر عباس بنیادی سکیل۔17 کو بذریعہ آرڈر نمبری CS/Engineering/PP/3/77/2013 بطور TMA P&C TO دریاخان میں تعینات کر دیا گیا ہے۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے جو جواب پڑھا ہے اس میں ground reality کچھ اور ہے۔ اسی طرح میانوالی میں بھی ہے اور یہ ایک بھکر کی ہی بات نہیں ہے۔ منسٹر صاحب کے علم

میں بھی ہے کہ میانوالی میں اس negligence کی وجہ یہ ہے کہ وہاں proper بندے موجود نہیں ہیں، سیٹیں خالی پڑی ہیں اور میانوالی میں minorities کی تین جانیں ضائع ہو چکی ہیں۔ بیگم ذکیہ شاہنواز صاحبہ بھی اُدھر تشریف لے گئی تھیں۔ اصل میں ہوتا یہ ہے کہ جب وہاں نقشہ پاس ہوتا ہے تو proper طریقے سے پاس نہیں ہوتا وہاں باقاعدہ طور پر رشوت دی جاتی ہے اور جو نقشہ آپ کی requirements پر پورا ہی نہیں اترتا وہ بھی پاس ہو جاتا ہے۔ میانوالی میں جو ہوا ہے میں اس سلسلہ میں عرض کروں گا کہ وہاں تین دن کُھدائی ہوتی رہی جہاں ساتھ ہی ہمارے ایک کرسچیئن بھائی کا گھر تھا۔ وہاں اس گھر میں دو بچے اور ان کی والدہ دب گئے اور اسی وقت ان کی وفات ہو گئی۔ بیگم ذکیہ شاہنواز صاحبہ بھی وہاں تشریف لے گئی تھیں۔ اس میں اصل بات یہ ہے کہ جب یہ نقشہ پاس کرتے ہیں تو اس وقت ان کا بنیادی مقصد پیسا لینا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ ان کے بنیادی قواعد کو مدنظر نہیں رکھتے۔ میانوالی میں بھی یہی مسئلہ تھا کہ proper طریقے سے ٹی ایم اے موجود نہیں تھی۔ میں نے ایک تحریک استحقاق بھی اسی بندے کے خلاف دی ہوئی ہے۔ اگر اس وقت میری وہ تحریک استحقاق لے لی جاتی تو شاید آج یہ واقعہ اُدھر میانوالی میں نہ ہوتا۔ اس وقت اسی بندے کی negligence ہے۔ ٹی ایم اے کا عہدہ بھی اسی کے پاس تھا، نقشے بھی وہی پاس کرتا تھا، اس نے پیسے لئے اور پیسے لے کر نقشہ پاس کر دیا۔ وہاں چار دن کُھدائی ہوتی رہی اور جب کُھدائی ہوئی تو پورا گھر زمین بوس ہو گیا۔ میں آپ سے ایک گزارش کروں گا کہ وہ گھر جو ہمارے کرسچیئن بھائیوں کا تھا، ان کے بارے میں سوچیں اور ان کے لئے امداد کا اعلان کیا جائے کیونکہ وہ کھلے میدان میں بیٹھے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بھچر صاحب! آپ اس حوالے سے کل صبح لاء منسٹر صاحب جو منسٹر لوکل گورنمنٹ بھی ہیں انہیں مل لیں اور انہیں ساری صورتحال بتائیں۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 14/227 میاں محمد اسلم اقبال اور محترمہ سعدیہ سہیل رانا کی طرف سے ہے۔

بادشاہی مسجد، شاہی قلعہ اور رنجیت سنگھ کی مڑھی لاہور کے اِرد گرد غیر متعلقہ گاڑیوں کی پارکنگ سے سیاحوں کے مسائل میں اضافہ

(---جاری)

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! روزنامہ " نئی بات " مورخہ 18۔ فروری 2014 میں شائع ہونے والی خبر پوری طرح درست نہ ہے اور رپورٹر نے اس کو بڑھا چڑھا کر بیان کیا ہے۔ حقیقت کچھ یوں ہے کہ شاہی قلعہ، بادشاہی مسجد میں سیر کے لئے آنے والے زائرین کی گاڑیوں کی پارکنگ کا ٹھیکہ میسرز اعجاز علی ولد محمد علی کو مبلغ 26 لاکھ دس ہزار روپے میں ایک سال کے لئے مورخہ 20-04-2013 کو دیا گیا جو کہ مورخہ 19-09-2014 کو ختم ہو رہا ہے۔ ٹھیکے کے دوران اوور چارجنگ پر ٹھیکیدار کو دو مرتبہ جرمانہ بھی کیا گیا اور کئی بار اس کو تحریری نوٹس دیئے گئے اور قوانین کی خلاف ورزی پر جواب طلبی بھی کی گئی اور کئی مواقع پر مقامی پولیس کی مدد بھی لی گئی۔ آج کل سرکلر روڈ کی توسیع اور آزادی چوک فلائی اوور کی تعمیر کا کام چل رہا ہے اور سرکلر روڈ کو مستی دروازہ اور مینار پاکستان کے درمیان سے بند کر کے دوسری طرف منتقل کیا جا رہا ہے اور موجودہ سڑک جو شاہی قلعہ اور بادشاہی مسجد کی طرف ہے اس کو بھی re-design کیا جا رہا ہے جس کی وجہ سے یہ پارکنگ یہاں سے ختم ہو جائے گی اور یہاں پر باغ بنا دیا جائے گا چونکہ یہ کام LDA/PHA کر رہی ہے لہذا محکمہ نے PHA کو خط لکھ کر اس منصوبے کی تفصیلات مانگی ہیں اور سیر کے لئے آنے والوں کے لئے نئی جگہ کے تعین کے بارے میں تمام تفصیلات حاصل ہونے کے بعد ہی نیا ٹھیکہ دیا جائے گا۔ جہاں تک اس پارکنگ میں کمرشل گاڑیوں (لاری اڈا) یعنی بسیں، ٹرک، ویگنیں کھڑی کرنے کا تعلق ہے تو یہ مسئلہ کافی پرانا ہے جب مینار پاکستان کی پارکنگ فری کر دی گئی تو چند ویگنیں سڑک کے اس طرف شاہی قلعہ کی پارکنگ میں کھڑی ہونا شروع ہو گئیں۔ اس وقت کے ٹھیکیدار نے محکمہ آثار قدیمہ کے کہنے پر یہاں سے گاڑیاں ہٹا دی تھیں مگر دوبارہ یہ مسئلہ اس وقت شروع ہوا جب اس کار پارکنگ کو فورٹ روڈ والی فوڈ سٹریٹ کے لئے استعمال کرنا شروع کر دیا گیا اور رات ایک بجے تک گاڑیاں کھڑی کرنے کی اجازت دے دی گئی اور اب جب سے لاری اڈا اور سرکلر روڈ کی منتقلی کا منصوبہ شروع ہوا ہے ان گاڑیوں والوں نے مزید گاڑیاں یہاں کھڑی کرنا شروع کر دی ہیں۔ اب جبکہ سڑک کا یہ حصہ ختم ہو جائے گا اور یہاں ٹریفک نہیں چلے گی تو یہ پارکنگ سٹینڈ بھی ختم ہو جائے گا اور اس طرف دھویں اور آلودگی سے تاریخی عمارات کو نقصان بھی نہیں پہنچے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے لہذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 244/14 میاں محمد اسلم اقبال، محترمہ شُنیلا رُوت اور محترمہ سعدیہ سہیل رانا کی طرف سے ہے۔

لاہور کے ہسپتالوں میں محکمہ کی غفلت سے کروڑوں روپے کی انٹی فائر ایکسرے مشینیں خراب اور مریضوں کو پریشانی کا سامنا

(۔۔۔جاری)

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): اس ضمن میں عرض ہے کہ لاہور کے ہسپتالوں میں زیادہ تر ایکسرے مشینیں ٹھیک طور پر کام کر رہی ہیں اور مریض اس سہولت سے مستفید ہو رہے ہیں تاہم مسلسل چلنے کی وجہ سے کچھ مشینیں مرمت طلب ہیں اور ان مشینوں کی مرمت کے لئے ضروری اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ محکمہ صحت اس صورتحال سے پوری طرح آگاہ ہے اور ہسپتالوں کی ایکسرے مشینوں کو functional رکھنے کے لئے تمام تر عملی اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے لہذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 253/14 محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کی طرف سے ہے۔یہ پڑھی جا چکی ہے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!اس تحریک التوائے کار کو next week تک pending فرمادیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو next week تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 275/14 چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی ہے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!میری submission ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو بھی next week تک pending کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو بھی next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 336/14 ڈاکٹر مراد راس، محترمہ راحیلہ انور اور محترمہ شُنیلا رُوت کی طرف سے ہے۔

محکمہ آبپاشی کے افسران کا ورک چارج کے نام پر سالانہ کروڑوں روپے کا حکومتی خزانے کو نقصان پہنچانا

(---جاری)

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار ہذا کے ضمن میں عرض ہے کہ روزنامہ "جناح" کی خبر مورخہ 2014-03-04 قطعی بے بنیاد ہے۔ محکمہ میں ورک چارج ملازمین انتہائی ضرورت کے تحت باقاعدہ مروجہ طریق کار کے تحت بھرتی کئے جاتے ہیں۔ ورک چارج ملازمین کی بھرتی پر کوئی عمومی پابندی نہیں ہے یہ بھرتی بذریعہ اخباری اشتہار کی جاتی ہے۔ درخواستیں وصول کرنے کا وقت دیا جاتا ہے۔ درخواستوں کی وصولی کے بعد پہلے سے notified Committee امیدواروں کا انٹرویو کرتی ہے جو کہ متعلقہ ڈویژن کے XENs, most senior SDOs اور ہیڈ کلرک پر مشتمل ہوتی ہے۔ اس کے بعد حتمی selection کی جاتی ہے۔ اس تمام طریق کار کو محکمہ کی تھرڈ پارٹی مانیٹر کرتی ہے۔ ورک چارج ملازمین کی روزانہ رجسٹر پر حاضری لگائی جاتی ہے، جو کام یہ ملازم کرتے ہیں اس کا progress register بنتا ہے۔ تھرڈ پارٹی کنسلٹنٹ ورک چارج ملازمین کو سائٹ پر بھی شناختی کارڈ کے ساتھ چیک کرتے ہیں۔ جہاں تک ان ملازمین کی بھرتی کی ضرورت کا سوال ہے تو اس سلسلے میں عرض ہے کہ چونکہ ریگولر ملازمین کی بھرتی پر پابندی ہے جبکہ ملازمین کی ریٹائرمنٹ کی وجہ سے درکار ریگولر ملازمین کی تعداد مسلسل کم ہو رہی ہے لہذا ان خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے ورک چارج ملازم رکھے جاتے ہیں۔ محکمہ انہار میں اس وقت درجہ چہارم کی کل 2708 اسامیاں خالی ہیں پھر بھی اس سلسلے میں انتہائی ضرورت کو مدنظر رکھا جاتا ہے اور جہاں کم ملازمین سے کام چل سکتا ہو وہاں ورک چارج بھرتی نہیں کی جاتی۔ یہ ملازمین زیادہ تر ششماہی نہروں اور flood season کے لئے 16۔ جون تا 15۔ اکتوبر تک رکھے جاتے ہیں۔ یہ ملازم نہروں کے پشتوں اور دریاؤں کے حفاظتی بندوں کی مسلسل دیکھ بھال اور ٹوٹ پھوٹ کی مرمت کرتے ہیں۔ ہنگامی صورتحال میں ان ملازمین سے مٹی وغیرہ بھی ڈلوائی جاتی ہے اور صورتحال کو قابو کیا جاتا ہے۔ زیادہ تر ورک چارج

ملازم seasonal بنیاد پر بھرتی ہوتے ہیں اور انہیں تنخواہ نہروں کی سالانہ دیکھ بھال اور مرمت کے فنڈز میں سے دی جاتی ہے جنہیں flood season کے بعد فارغ کر دیا جاتا ہے تاہم کچھ ملازم خالی لیکن اہم ریگولر پوسٹوں پر بھرتی کرنے پڑتے ہیں۔ جہاں تک اس خبر کا تعلق ہے تو وہ بالکل بے بنیاد ہے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

قرار دادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈا پر درج ذیل کارروائی مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں ہیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے اس ایوان کی توجہ تحصیل شیخوپورہ کی ایک آبادی فاروق آباد کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ وہاں دو سو گھر bulldoze کر دیئے گئے ہیں اور تقریباً دو ہزار لوگ سڑکوں پر آ گئے ہیں۔ یہ چالیس سال پرانی آبادی تھی جن کے گھروں کو بغیر کسی وجہ کے bulldoze کر کے ان کو سڑکوں پر پھینک دیا گیا ہے اور کسمپرسی کی حالت میں کچھ لوگ باہر آئے ہوئے ہیں جو جھونپڑیوں اور شامیانوں میں اپنی زندگی گزار رہے ہیں۔ اس سے پہلے کہ وہ کوئی انتہائی اقدام اٹھائیں تو میری حکومت سے گزارش ہے کہ ان کے لئے رہنے سہنے کا کوئی مناسب بندوبست کیا جائے اور ان کو اس عذاب سے بچائیں کیونکہ چالیس سال سے رہنے والوں کو بلاوجہ گھروں سے بے دخل کر کے دربدر کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور کر دیا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! آپ اس پر قرار داد لے کر آئیں میں اس کو take up کرتا ہوں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میری انتہائی اہم قرارداد ہے جس میں bio metric system کے تحت انتخابات ہیں، بیرون ملک پاکستانیوں کو ووٹ کا حق اور نئے الیکشن کمیشن کی تشکیل کا ذکر ہے لہذا میری آپ سے گزارش ہے کہ یہ انتہائی اہم قرارداد ہے اس کو آپ ہمیں out of turn لینے کی اجازت دے دیں۔ چونکہ business بھی ہمارا مکمل ہو رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! لاء منسٹر صاحب یہاں پر موجود ہیں اور آپ دونوں بیٹھ کر اس پر بات کر لیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب موجود ہیں تو میں ان سے بھی گزارش کرتا ہوں اور آپ سے بھی گزارش کرتا ہوں کہ اس قرارداد کو آج ہمیں out of turn لینے دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! اس میں دونوں کی مشاورت شامل ہوتی ہے آپ ان سے بات کر لیں اگر وہ agree کرتے ہیں تو میں آپ کو بالکل اجازت دے دوں گا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آپ لاء منسٹر صاحب سے پوچھ لیں وہ یہاں پر بیٹھے ہیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! کیا ہماری قرارداد کے لئے مشاورت ضروری ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پھر وہ ووٹنگ پر آ جائے گی۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! قرارداد reject ہو جائے گی تو کوئی بات نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! بات ووٹنگ پر آ جائے گی اس لئے بہتر ہے کہ آپ آپس میں بات کر لیں۔ پہلی قرارداد ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کی ہے لیکن ان کی request آئی ہے لہذا اس قرارداد کو pending کیا جاتا ہے۔ دوسری قرارداد محترمہ سعدیہ سہیل رانا کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! آپ ہمیں قرارداد پیش کرنے دیں کیونکہ یہ بہت ضروری ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! آپ قرارداد ایسے نہیں پیش کر سکتے ورنہ ووٹنگ ہو گی اس لئے میں آپ کو اچھا مشورہ دے رہا ہوں کہ آپ آپس میں بیٹھ کر متفقہ طور پر یہ قرارداد پیش کریں کیونکہ

پہلے بھی اس طرح ہوتا رہا ہے۔ پہلے محترم اپوزیشن لیڈر اور لاء منسٹر صاحب بیٹھ کر آپس میں بات کر لیتے ہیں۔یہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں فیصلہ بھی ہو چکا ہے اور میاں محمود الرشید صاحب کو بھی پتا ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! آپ ہمیں یہ قرارداد پیش کرنے کی اجازت دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! یہ نہیں ہو سکتا۔ محترمہ سعدیہ سہیل رانا کی یہ قرارداد ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اس کو پیش کرنے میں کیا حرج ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ تو ماشاء اللہ سمجھدار ہیں۔ایسا نہ کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ اس قرارداد کے الفاظ پڑھ لیں اس میں کیا بات ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ Rules کی suspension کی درخواست دے دیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اس قرارداد میں ایسی کوئی بات نہیں ہے جسے آپ پیش نہیں کرنے دے رہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ Rules کی suspension کی ابھی درخواست دیں تو میں اس پر ایوان میں ابھی ووٹنگ کروا لیتا ہوں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ اس قرارداد کو پیش کرنے کی اجازت دیں۔(قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! ایسے نہیں ہو سکتا۔

میاں محمد اسلم اقبال: اس میں ایسی کون سی چیز ہے اور دل میں کیا خوف ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! میرے دل میں کوئی خوف نہیں ہے۔آپ Rules suspend کرنے کی تحریک جمع کروائیں، میں اس پر ووٹنگ کروا لیتا ہوں۔اگر ایوان نے آپ کے ساتھ agree کیا تو مجھے کیا اعتراض ہے لیکن میں اس پر کچھ نہیں کر سکتا۔ محترمہ سعدیہ سہیل رانا صاحبہ! یہ قرارداد آپ کی طرف سے پیش کی گئی ہے۔ میں آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ اسے پیش کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ہم آپ سے کیا مانگ رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! ذرا میری بات حوصلے سے سن لیں۔آپ سب لوگ خاموشی کے ساتھ ایک منٹ بات سن لیں۔ذرا حوصلے سے میری بات سن لیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ہم حق کی بات کر رہے ہیں۔ ہم آپ سے کچھ نہیں مانگ رہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں، میری بات ذرا حوصلے سے سن لیں۔ آپ Rules suspend کرنے کی تحریک جمع کروا دیں، میں اس پر ایوان میں ووٹنگ کروا لیتا ہوں۔ میں Rules کا پابند ہوں۔ اگر ایوان نے اس پر آپ کے ساتھ agree کیا تو آپ قرارداد پیش کر لیجئے گا ورنہ میری مجبوری ہے۔ آپ پھر آپس میں بیٹھ کر طے کر لیں۔ محترمہ سعدیہ سہیل رانا صاحبہ! یہ قرارداد آپ کی طرف سے آئی ہے، کیا آپ اسے پیش کرنا چاہتی ہیں یا میں اس کو pending کر دوں؟ (شور وغل)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے زیادہ اہم مسئلہ کوئی نہیں ہو سکتا۔ آپ اس قرارداد کو پیش کرنے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ یہ قرارداد پڑھیں۔ کیا آپ یہ قرارداد نہیں پڑھنا چاہتیں؟ میں پھر اس قرارداد کو dispose of کرتا ہوں۔ تیسری قرارداد میاں محمود الرشید صاحب کی طرف سے ہے۔ میاں صاحب! آپ اس قرارداد کو پڑھنا چاہتے ہیں؟ یہ آپ کی قرارداد ہے اگر اسے آپ نہیں پڑھنا چاہتے تو پھر یہ قرارداد dispose of کی جاتی ہے۔ چوتھی قرارداد محترمہ شمیلہ اسلم صاحبہ کی ہے۔ جی، محترمہ! اسے پیش کریں۔

قومی شناختی کارڈ بنوانے اور تجدید کروانے والوں سے فیس نہ لینے کا مطالبہ

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ شہریوں سے اُن کے قومی شناختی کارڈ کے اجراء، تجدید یا کسی بھی مرحلہ پر کوئی بھی فیس وصول نہ کی جائے۔"

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "گو نواز گو" کی نعرہ بازی)

جناب قائم مقام سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ شہریوں سے اُن کے قومی شناختی کارڈ کے اجراء، تجدید یا کسی بھی مرحلہ پر کوئی بھی فیس وصول نہ کی جائے۔"

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ شہریوں سے اُن کے قومی شناختی کارڈ کے اجراء، تجدید یا کسی بھی مرحلہ پر کوئی بھی فیس وصول نہ کی جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: پانچویں قرارداد چوہدری عامر سلطان چیمہ صاحب کی ہے۔ کیا آپ اس کو پڑھنا چاہتے ہیں؟

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جی، میں اس کو پڑھنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چوہدری صاحب! اپنی قرارداد پڑھیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "گو نواز گو اور "گو شہباز گو" کی نعرہ بازی)

سرکاری ملازمین کے پے سکیل از سر نو تشکیل دینے کا مطالبہ

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ تمام سرکاری ملازمین کی تنخواہوں کے نئے پے سکیل بنائے جائیں اور ایڈہاک اضافہ اس میں ضم کیا جائے"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ تمام سرکاری ملازمین کی تنخواہوں کے نئے پے سکیل بنائے جائیں اور ایڈہاک اضافہ اس میں ضم کیا جائے"

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ تمام سرکاری ملازمین کی تنخواہوں کے نئے پے سکیل بنائے جائیں اور ایڈہاک اضافہ اس میں ضم کیا جائے"

(قرارداد نامنظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس کل بدھ مورخہ 21۔ مئی 2014 صبح 10:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔